قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابوسعید

Online Edition

منگل 12/ جولائی 2022ء | 12/ ذوالحجہ 1443 ہجری قمری | 12/ وفا 1401 ہجری شمسی | جلد: 4 | شمارہ: 141

فرمانِ رسولؐ

حضرت مطرف اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ مَیں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ سورۃ اَلۡھٰکُمُ التَّکَاثُرُ پڑھ رہے تھے۔ آپؐ نے اس کی تلاوت کے بعد فرمایا: ابن آدم کہتا ہے کہ میرا مال! میرا مال! اے ابن آدم کیا کوئی تیرا مال ہے بھی؟ سوائے اس مال کے جو تو نے کھایا اور ختم کر دیا۔ یا جو تُو نے پہنا اور پرانا اور بوسیدہ کر دیا۔ یا جو تو نے صدقہ کیا اور اسے آگے بھیج دیا۔

(مسلم کتاب الزھد والرقائق حدیث 2957)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

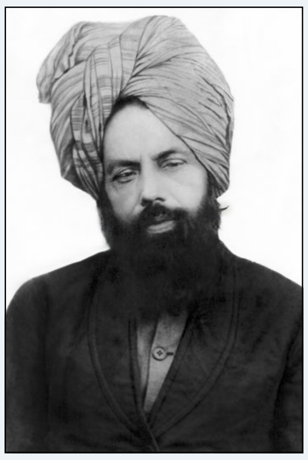

اسلام میں مالی قربانی کی تعلیم

چندے کی ابتدا اس سلسلہ سے ہی نہیں ہے بلکہ مالی ضرورتوں کے وقت نبیوں کے زمانہ میں بھی چندے جمع کئے گئے تھے۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ ذرا چندے کا اشارہ ہوا تو تمام گھر کا مال لا کر سامنے رکھ دیا۔ پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ حسب مقدور کچھ دینا چاہئے اور آپ کی منشاء تھی کہ دیکھا جاوے کہ کون کس قدر لاتا ہے۔ ...ایک آدمی سے کچھ نہیں ہوتا جمہوری امداد میں برکت ہوا کرتی ہے۔ بڑی بڑی سلطنتیں بھی آخر چندوں پر ہی چلتی ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ دنیاوی سلطنتیں زور سے ٹیکس وغیرہ لگا کر وصول کرتے ہیں اور یہاں ہم رضا اور ارادہ پر چھوڑتے ہیں۔ چندہ دینے سے ایمان میں ترقی ہوتی ہے اور یہ محبت اور اخلاص کا کام ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 361 ایڈیشن 1988ء)

تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی۔ صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو، پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے۔ اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا۔ لیکن جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجالانی چاہئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔ یہ مت خیال کرو کہ مال تمہاری کوشش سے آتا ہے۔ بلکہ خداتعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ اور یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال کا دے کر یا کسی اور رنگ سے کوئی خدمت بجالا کر خداتعالیٰ اور اس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو۔ بلکہ یہ اُس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کے لئے بلاتا ہے اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تم سب کے سب مجھے چھوڑ دو اور خدمت اور امداد سے پہلوتہی کرو تو وہ ایک قوم پیدا کر دے گا کہ اس کی خدمت بجالائے گی۔ تم یقیناً سمجھو کہ یہ کام آسمان سے ہے۔ اور تمہاری خدمت صرف تمہاری بھلائی کے لئے ہے۔ پس ایسا نہ ہو کہ تم دل میں تکبر کرو اور یا یہ خیال کرو کہ ہم خدمت مالی یا کسی قسم کی خدمت کرتے ہیں۔ میں بار بار تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تمہاری خدمتوں کا ذرا محتاج نہیں۔ ہاں تم پر یہ اس کا فضل ہے کہ تم کو خدمت کا موقع دیتا ہے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 497-498)

ارشاد باری تعالیٰ

مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یُقۡرِضُ اللّٰہَ قَرۡضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗۤ اَضۡعَافًا کَثِیۡرَۃً ؕ وَ اللّٰہُ یَقۡبِضُ وَ یَبۡصُۜطُ ۪ وَ اِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۲۴۶﴾

(البقرہ: 246)

ترجمہ: کون ہے جو اللہ کو قرضہ حسنہ دے تا کہ وہ اس کے لئے اسے کئی گنا بڑھائے۔ اور اللہ (رزق) قبض بھی کر لیتا ہے اور کھول بھی دیتا ہے۔ اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

فرمان خلیفہ وقت

دنیاوی قرضہ حسنہ لینے والا تو اتنا ہی لوٹاتا ہے جتنا کہ قرض لیا گیا ہو اور اس میں بڑی ٹال مٹول سے کام لیتا ہے۔ لیکن خداتعالیٰ تو کئی گنا بڑھا کر واپس لوٹاتا ہے۔ پس جب مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے تو یہ سوچ کر دینا چاہئے کہ مَیں ایک ایسی ہستی کے نام پر دے رہا ہوں جو زمین و آسمان کا خالق و مالک ہے۔ اگر وہ مانگ رہا ہے تو اپنے لئے نہیں مانگ رہا بلکہ میرے فائدے کے لئے مانگ رہا ہے، دینے والے کے فائدے کے لئے مانگ رہا ہے۔ اور جب اس کے نام پر اس کی جماعت کی ترقی کے لئے دینا ہے تو بغیر کسی تردّد کے دوں اور بہترین دوں۔ اس میں کسی بھی قسم کی خیانت نہ ہو۔ بدعہدی نہ ہو۔ جو میرے پہ فرض ہے جو مَیں نے وعدہ کیا ہے اس کو ادا کرنے میں اپنی ذاتی ضرورتوں کو ترجیح نہ دوں۔ اور پھر جیسا کہ اس کے معنی میں ہم نے دیکھا ہے اس کا یہ مطلب بھی ہے کہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت کرے اور پھر اللہ تعالیٰ سے جزا کی امید رکھے۔ مالی قربانی کر کے ایک مومن فارغ نہیں ہو جاتا بلکہ اُن شرائط کے ساتھ مالی قربانی کر کے جن کا مَیں نے ذکر کیا ہے پھر اپنے اعمال پر بھی نظر رکھنا ضروری ہے اور اس سوچ کے ساتھ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر خداتعالیٰ کے احکامات کی پابندی کرنی ہے۔ نظام جماعت سے مضبوط تعلق بھی میرے فائدہ کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندہ سے کس قدر پیار کا سلوک ہے کہ بندے کو اپنی بھلائی کے لئے اس کی نیکیوں میں اضافے کے لئے احکام دیتا ہے اور پھر جب بندہ ان احکامات کی بجاآوری کرتا ہے تو فرماتا ہے کہ تُو نے یہ نیک کام میری خاطر کئے ہیں گویا کہ مجھے قرضہ حسنہ دیا ہے۔ اب اس قرضے کو مَیں تجھے کئی گنا واپس کر کے لوٹاتا ہوں۔ یعنی ہر عمل جو انسان کرتا ہے ہر نیکی جو انسان کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی قرضہ حسنہ کہا ہے اور اس لحاظ سے بندہ کو لوٹاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ ہمارے خدا کی یہ کیا شان ہے کہ اس قدر اپنے بندوں پر مہربانی کرتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 8/ جنوری 2010ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- انقطاع الی اللہ (منظوم)
- کتاب تعلیم کی تیاری
- خاوندوں کی فرمانبردار عورتوں سے اللہ تعالیٰ کے وعدے
- حیاتِ نورالدینؓ
- مسلمان کی تعریف۔ اللہ اور رسول اللہؐ کیا کہتے ہیں

دربارِ خلافت

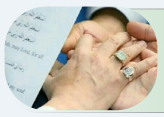

روحانی خوبصورتی اور روحانی زینت تقویٰ سے ہی پیدا ہوتی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس معیار کے متعلق، جو ایک مومن کا ہونا چاہئے فرماتے ہیں کہ:’’وہ مومن جو...اپنے معاملات میں خواہ خدا کے ساتھ ہیں، خواہ مخلوق کے ساتھ، بے قید اور خلیع الرسن نہیں ہوتے بلکہ اس خوف سے کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک کسی اعتراض کے نیچے نہ آ جاویں اپنی اَمانتوں اور عہدوں میں دُور دُور کا خیال رکھ لیتے ہیں اور ہمیشہ اپنی امانتوں اور عہدوں کی پڑتال کرتے رہتے ہیں اور تقوی کی دُوربین سے اس کی اندرونی کیفیت کو دیکھتے رہتے ہیں تا ایسا نہ ہو کہ درپردہ ان کی امانتوں اور عہدوں میں کچھ فتور ہو۔ اور جو امانتیں خدا تعالیٰ کی ان کے پاس ہیں جیسے تمام قویٰ اور تمام اعضاء اور جان اور مال اور عزت وغیرہ، ان کو حتی الوسع اپنی بپابندی تقویٰ بہت احتیاط سے اپنے اپنے محل پر استعمال کرتے رہتے ہیں۔ اور جو عہد ایمان لانے کے وقت خدا تعالیٰ سے کیا ہے کمال صدق سے حتی المقدور اس کے پورا کرنے کے لئے کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ ایسا ہی جو امانتیں مخلوق کی ان کے پاس ہوں یا ایسی چیزیں جو امانتوں کے حکم میں ہوں ان سب میں تابمقدور تقویٰ کی پابندی سے کاربند ہوتے ہیں۔ اگر کوئی تنازع واقع ہو تو تقویٰ کو مدنظر رکھ کر اس کا فیصلہ کرتے ہیں گو اس فیصلہ میں نقصان اٹھالیں ...‘‘

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 208-210)

فرمایا:’’انسان کی تمام روحانی خوبصورتی تقویٰ کی تمام باریک راہوں پر قدم مارنا ہے۔تقویٰ کی باریک راہیں روحانی خوبصورتی کے لطیف نقوش اور خوشنما خط و خال ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی امانتوں اور ایمانی عَہدوں کی حتی الوسع رعایت کرنا اور سر سے پیر تک جتنے قویٰ اور اعضاء ہیں جن میں ظاہری طور پر آنکھیں اور کان اور ہاتھ اور پیر اور دوسرے اعضاء ہیں اور باطنی طور پر دل اور دوسری قوتیں اور اخلاق ہیں، ان کو جہاں تک طاقت ہو، ٹھیک ٹھیک محلِ ضرورت پر استعمال کرنا اور ناجائز مواضع سے روکنا اور اُن کے پوشیدہ حملوں سے متنبہ رہنا اور اسی کے مقابل پر حقوقِ عباد کا بھی لحاظ رکھنا، یہ وہ طریق ہے کہ انسان کی تمام روحانی خوبصورتی اس سے وابستہ ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے قرآنِ شریف میں تقویٰ کو لباس کے نام سے موسوم کیا ہے۔ چنانچہ لِبَاسُ التَّقْوٰی قرآنِ شریف کا لفظ ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ روحانی خوبصورتی اور روحانی زینت تقویٰ سے ہی پیدا ہوتی ہے اور تقویٰ یہ ہے کہ انسان خدا کی تمام امانتوں اور ایمانی عہد اور ایسا ہی مخلوق کی تمام امانتوں اور عہد کی حتی الوسع رعایت رکھے، یعنی اُن کے دقیق در دقیق پہلوؤں پر تابمقدور کاربند ہو جائے‘‘

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 208-210)

خدا کرے کہ تقویٰ پر چلتے ہوئے ہم خدا تعالیٰ کے احکامات پر بھی عمل کرنے والے ہوں اور اپنے تمام عَہدوں کو بھی نبھانے والے ہوں۔ اور اس رمضان میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے جو ہم نے کوششیں کی ہیں، اُن پر مستقل مزاجی سے قائم رہنے والے ہوں۔

(خطبہ جمعہ 9/ اگست 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

دعا کا تحفہ

رحم و بخشش کی دعا

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز میں پڑھنے کے لئے آنحضور ﷺ سے کوئی دعا سکھانے کی درخواست کی۔حضورؐ نے جو دعا سکھائی اس میں خاص طور پر خدا کی رحمت اور مغفرت طلب کی گئی ہے۔ جیسا کہ اس دعا میں:۔

(تفسیر الدر المنثور للسیوطی جلد 5 صفحہ 18)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے یہ دعائیہ آیت اور اس سے پہلے کی تین آیات پڑھ کر ایک بیمار پر دم کیا وہ اچھا ہوگیا۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم یقین و ایمان رکھنے والا انسان یہ آیات پہاڑ پر بھی پڑھے تو وہ جگہ چھوڑ دے۔

(تفسیر قرطبی جزء 2 صفحہ 157)

رَبِّ اغۡفِرۡ وَارۡحَمۡ وَاَنۡتَ خَیۡرُ الرّٰحِمِیۡنَ ﴿۱۱۹﴾ (المؤمنون: 119)

اے میرے رب! معاف کر اور رحم کر، اور تو سب سے اچھا رحم کرنے والا ہے۔

(قرآنی دعائیں از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

انقطاع الی اللہ

(کلام حضرت مرزا بشیر احمدؓ)

سر پر کھڑی ہے موت ذرا ہوشیار ہو
ایسا نہ ہو کہ توبہ سے پہلے شکار ہو

زندہ خدا سے دل کو لگا اے عزیزِ من
کیا اُس سے فائدہ جو فنا کا شکار ہو

کیوں ہو رہا ہے عشقِ بتاں میں خراب تُو
تجھ کو تو چاہیئے کہ خدا پر نثار ہو

یادِ خدا میں تجھ کو ملے لذت و سرور
بس تیری زندگی کا اِسی پر مدار ہو

تجھ کو اسی کا شوق ہو ہر وقت ہر گھڑی
ہر دم اسی کے عشق کا سر میں خمار ہو

خالی ہو دل ہوائے متاعِ جہان سے
تجھ کو بس اک آرزوئے وصلِ یار ہو

یادِ حبیبؐ سے نہ ہو غافل کبھی بھی تُو
اس بات سے کوئی ترا مانع ہزار ہو

سینہ ترا ہو مدفنِ حرص و ہواؤ آز
دل تیرا، تیری آرزوؤں کا مزار ہو

جاہ وجلالِ دنیائے فانی پہ لات مار
گر تُو یہ چاہتا ہے کہ تُو باوقار ہو

(کلامِ بشیر صفحہ 6-8 ایڈیشن 1963ء)

اداریہ

کتاب تعلیم کی تیاری

قسط 39

کتاب تعلیم کی تیاری کی قسط 39 بوجوہ شائع ہونے سے رہ گئی تھی جو اب یہاں شائع کی جا رہی ہے۔

اس عنوان کے تحت درج ذیل تین عناوین پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اکٹھے کئے جا رہے ہیں۔

1۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ہمارے کیا فرائض ہیں؟

2۔ نفس کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟

3۔ بنی نوع کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں؟

اللہ کے حضور ہمارے فرائض

ہم اپنے خدا تعالیٰ پر یہ قوی ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اپنے صادق بندہ کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔ حضرت ابراہیمؑ کی طرح اگر وہ آگ میں ڈالا جاوے تو وہ آگ اس کو جلا نہیں سکتی۔ ہمارا مذہب یہی ہے کہ ایک آگ نہیں اگر ہزار آگ بھی ہو تو وہ جلا نہیں سکتی۔ صادق اُس میں ڈالا جاوے تو ضرور بچ جاوے گا۔ ہم کو اگر اس کام کے مقابلہ میں جو خدا تعالیٰ نے ہمارے سپرد کیا ہے آگ میں ڈالا جاوے تو ہمارا یقین ہے کہ آگ جلا نہیں سکے گی اور اگر شیروں کے پنجرہ میں ڈالا جاوے تو وہ کھا نہ سکیں گے۔ میں یقیناً کہتا ہوں کہ ہمارا خدا وہ خدا نہیں جو اپنے صادق کی مدد نہ کر سکے بلکہ ہمارا خدا قادر خدا ہے جو اپنے بندوں اور اس کے غیروں میں مابہ الامتیاز رکھ دیتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو پھر دعا بھی ایک فضول شے ہو۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ میں خدا تعالیٰ کی نسبت بیان کرتا ہوں اس کی قوتیں اور طاقتیں اس سے بھی کروڑ در کروڑ درجے بڑھ کر ہیں۔ جن کو ہم بیان نہیں کر سکتے۔ ہمارا ایمان ہے کہ اگر قریشِ مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ کر آگ میں ڈال دیتے تو وہ آگ ہرگز ہرگز آپ کو جلا نہیں سکتی تھی۔ اگر کوئی محض اس بنا پر کہ آگ اپنی تاثیر نہیں چھوڑتی انکار کرے تو وہ خبیث اور کافر ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے جب ان سب دشمنوں کو مخاطب کر کے یہ کہہ دیا فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا (ھود:56) تم سب مکر کر کے دیکھ لو میں اس کو ضرور بچا لوں گا۔ پھر اگر کوئی یہ وہم بھی کرے کہ آگ میں ڈالتے تو مَعَاذَ اللّٰہِ جل جاتے یہ کفر ہے۔ قرآن شریف سچا ہے اور خدا تعالیٰ کے وعدے سچے ہیں وہ کوئی بھی حیلہ اور فریب آپ کی جان لینے کے لیے کرتے۔ اللہ تعالیٰ ضرور اُن کے گزند سے محفوظ رکھتا جیسا کہ محفوظ رکھ کر دکھا دیا۔ خواہ وہ صلیب کا مکر کرتے خواہ آگ میں ڈالنے کا۔ غرض کوئی بھی کرتے آخر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے وعدے کے موافق صادق ثابت ہوتے جیسا کہ ہوئے۔ جس طرف ہم اپنی جماعت کو کھینچنا چاہتے ہیں وہ یہی عظیم الشان مرحلہ خدا شناسی کا ہے اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ سب کچھ ہو جاوے گا۔

ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر بگھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں اور اس ہلاک کرنے والے شرک اور کفر سے جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے لوگوں کو بچا لیں۔ اگر خدا تعالیٰ ہمیں انگریزی زبان سکھا دے تو ہم خود پھر کر اور دورہ کر کے تبلیغ کریں اور اسی تبلیغ میں زندگی ختم کر دیں خواہ مارے ہی جاویں۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 89-90 ایڈیشن 2016ء)

عبادت کے دو حصے تھے۔ ایک وہ جو انسان اللہ تعالیٰ سے ڈرے جو ڈرنے کا حق ہے۔ خدا تعالیٰ کا خوف انسان کو پاکیزگی کے چشمہ کی طرف لے جاتا ہے اور اس کی روح گداز ہو کر الوہیت کی طرف بہتی ہے اور عبودیت کا حقیقی رنگ اس میں پیدا ہو جاتا ہے۔

دوسرا حصہ عبادت کا یہ ہے کہ انسان خدا سے محبت کرے جو محبت کرنے کا حق ہے اسی لیے فرمایا ہے وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرہ:166) اور دنیا کی ساری محبتوں کو غیر فانی اور آنی سمجھ کر حقیقی محبوب اللہ تعالیٰ ہی کو قرار دیا جاوے۔

یہ دو حق ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنی نسبت انسان سے مانگتا ہے ان دونوں قسم کے حقوق کے ادا کرنے کے لیے یوں تو ہر قسم کی عبادات اپنے اندر ایک رنگ رکھتی ہے۔ مگر اسلام نے دو مخصوص صورتیں عبادت کی اس کے لیے مقرر کی ہوئی ہیں۔

خوف اور محبت دو ایسی چیزیں ہیں کہ بظاہر ان کا جمع ہونا بھی محال نظر آتا ہے کہ ایک شخص جس سے خوف کرے اس سے محبت کیونکر کر سکتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا خوف اور محبت ایک الگ رنگ رکھتی ہے۔ جس قدر انسان خدا کے خوف میں ترقی کرے گا۔ اسی قدر محبت زیادہ ہوتی جاوے گی۔ اور جس قدر محبتِ الٰہی میں وہ ترقی کرے گا۔ اسی قدر خدا تعالیٰ کا خوف غالب ہو کر بدیوں اور بُرائیوں سے نفرت دلا کر پاکیزگی کی طرف لے جائے گا۔

پس اسلام نے ان دونوں حقوق کو پورا کرنے کے لیے ایک صورت نماز کی رکھی جس میں خدا کے خوف کا پہلو رکھا اور محبت کی حالت کے اظہار کے لیے حج رکھا ہے۔ خوف کے جس قدر ارکان ہیں وہ نماز کے ارکان سے بخوبی واضح ہیں کہ کس قدر تذلل اور اقرارِ عبودیت اس میں موجود ہے اور حج میں محبت کے سارے ارکان پائے جاتے ہیں بعض وقت شدت محبت میں کپڑے کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ عشق بھی ایک جنون ہوتا ہے۔ کپڑوں کو سنوار کر رکھنا یہ عشق میں نہیں رہتا۔ سیالکوٹ میں ایک عورت ایک درزی پر عاشق تھی۔ اسے بہتیرا پکڑ کر رکھتے تھے۔ وہ کپڑے پھاڑ کر چلی آتی تھی۔ غرض یہ نمونہ جو انتہائے محبت کا لباس میں ہوتا ہے۔ وہ حج میں موجود ہے۔ سر منڈایا جاتا ہے۔ دوڑتے ہیں۔ محبت کا بوسہ رہ گیا وہ بھی ہے جو خدا کی ساری شریعتوں میں تصویری زبان میں چلا آیا ہے پھر قربانی میں بھی کمال عشق دکھایا ہے۔ اسلام نے پورے طور پر ان حقوق کی تکمیل کی تعلیم دی ہے۔ نادان ہے وہ شخص جو اپنی نابینائی سے اعتراض کرتا ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 96-97 ایڈیشن 2016ء)

نفس کے ہم پر حقوق

ہر ایک شخص چاہتا ہے کہ اس کی عمر دراز ہو، لیکن بہت ہی کم ہیں وہ لوگ جنہوں نے کبھی اس اصول اور طریق پر غور کی ہو جس سے انسان کی عمر دراز ہو۔ قرآن شریف نے ایک اصول بتایا ہے وَ اَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ (الرّعد:18) یعنی جو نفع رساں وجود ہوتے ہیں۔ اُن کی عمر دراز ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو درازیٔ عمر کا وعدہ فرمایا ہے جو دوسرے لوگوں کے لیے مفید ہیں۔ حالانکہ شریعت کے دو پہلو ہیں۔ اوّل خدا تعالیٰ کی عبادت۔ دوسرے بنی نوع سے ہمدردی۔ لیکن یہاں یہ پہلو اس لیے اختیار کیا ہے کہ کامل عابد وہی ہوتا ہے جو دوسروں کو نفع پہنچائے۔ پہلے پہلو میں اوّل مرتبہ خدا تعالیٰ کی محبت اور توحید کا ہے۔ اس میں انسان کا فرض ہے کہ دوسروں کو نفع پہنچائے اور اس کی صورت یہ ہے اُن کو خدا کی محبت پیدا کرنے اور اس کی توحید پر قائم ہونے کی ہدایت کرے جیسا کہ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ (العصر:4) سے پایا جاتا ہے۔ انسان بعض وقت خود ایک امر کو سمجھ لیتا ہے، لیکن دوسرے کو سمجھانے پر قادر نہیں ہوتا۔ اس لیے اُس کو چاہئے کہ محنت اور کوشش کر کے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچاوے۔ ہمدردیٔ خلائق یہی ہے کہ محنت کر کے دماغ خرچ کر کے ایسی راہ نکالے کہ دوسروں کو فائدہ پہنچا سکے تا کہ عمر دراز ہو۔ اَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ کے مقابل پر ایک دوسری آیت ہے جو دراصل اس وسوسہ کا جواب ہے کہ عابد کے مقابل نفع رساں کی عمر زیادہ ہوتی ہے اور عابد کی کیوں نہیں ہوتی؟ اگرچہ میں نے بتایا ہے کہ کامل عابد وہی ہو سکتا ہے جو دوسروں کو فائدہ پہنچائے لیکن اس آیت میں اور بھی صراحت ہے اور وہ آیت یہ ہے قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْ لَا دُعَآؤُكُمْ (الفرقان:78) یعنی ان لوگوں کو کہہ دو کہ اگر تم لوگ ربّ کو نہ پکارو تو میرا ربّ تمہاری پرواہ ہی کیا کرتا ہے یا دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہ عابد کی پرواہ کرتا ہے۔ وہ عابد زاہد جن کی بابت کہا جاتا ہے کہ وہ بنوں اور جنگلوں میں رہے اور تارک الدُّنیا تھے ہمارے نزدیک وہ بودے اور کمزور تھے کیونکہ ہمارا مذہب یہ ہے کہ جو شخص اس حد تک پہنچ جاوے کہ اللہ اور اس کے رسول کی کامل معرفت ہو جاوے وہ کبھی خاموش رہ سکتا ہی نہیں۔ وہ اس ذوق اور لذّت سے سرشار ہو کر دوسروں کو اس سے آگاہ کرنا چاہتا ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 92-93 ایڈیشن 2016ء)

جوں جوں انسان بڈھا ہوتا جاتا ہے دین کی طرف بے پروائی کرتا جاتا ہے۔ یہ نفس کا دھوکہ اور سخت غلطی ہے جو موت کو دور سمجھتا ہے۔ موت ایک ایسا ضروری امر ہے کہ اس سے کسی صورت میں بچ نہیں سکتے اور وہ قریب ہی قریب ہے ہر ایک نیا دن موت کے زیادہ قریب کرتا جاتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ بعض آدمی اوائل عمر میں بڑے نرم دل تھے۔ لیکن آخر عمر میں آ کر سخت ہو گئے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ نفس دھوکہ دیتا ہے کہ موت ابھی دور ہے۔ حالانکہ بہت قریب ہے۔ موت کو قریب سمجھو تا کہ گناہوں سے بچو۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 94 ایڈیشن 2016ء)

بنی نوع کے ہم پر حقوق

مذہب کا خلاصہ دو ہی باتیں ہیں اور اصل میں ہر مذہب کا خلاصہ ان دو ہی باتوں پر آ کر ٹھہرتا ہے۔ یعنی حق اللہ اور حق العباد۔ مگر ان دونوں

ہی کے متعلق اس نے گند پیش کیا اور اُسے وید کی تعلیم کا عِطر بتایا ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ حق دو ہی ہیں۔ ایک خدا کے حقوق کہ اُسے کس طرح پر ماننا چاہیئے۔ اور کس طرح اُس کی عبادت کرنی چاہیئے۔ دوم بندوں کے حقوق یعنی اس کی مخلوق کے ساتھ کیسی ہمدردی اور مواسات کرنی چاہیئے۔

دیانند نے اس کے متعلق جو کچھ بتایا ہے وہ میں پھر بتاؤں گا۔ پہلے یہ ظاہر کر دُوں۔ کہ عیسائیوں نے بھی ان دونوں اصولوں میں سخت بیہودہ پن ظاہر کیا ہے۔حق اللہ میں تو دیکھ لیا۔ کہ انہوں نے اس خدا کو چھوڑ دیا۔ جو موسیٰؑ اور دیگر راستبازوں اور پاکیزہ لوگوں پر ظاہر ہوا تھا اور ایک عاجز انسان کو خدا بنالیا اور حقوق العباد کی وہ مٹی پلید کی کہ کسی طرح پر وہ درست ہونے میں نہیں آتے۔

انجیل کی ساری تعلیم ایک ہی طرف جُھکی ہوئی ہے اور انسان کی کل قوتوں کی مربّی نہیں ہوسکتی۔ اوّل تو کفّارہ کا مسئلہ مان کر پھر حقوق العباد کے اتلاف سے بچنے کے لئے کوئی وجہ ہی نہیں مِل سکتی ہے۔ کیونکہ جب یہ مان لیا گیا ہے۔ کہ مسیح کے خُون نے گناہوں کی نجاست کو دُور کر دیا ہے اور دھو دیا ہے۔ حالانکہ عام طور پر خُون سے کوئی نجاست دور نہیں ہوسکتی ہے تو پھر عیسائی بتائیں کہ وہ کونسی بات ہے جو حقیقت میں انہیں روک سکتی ہے کہ وہ دنیا میں فساد نہ کریں اور کیونکر یقین کریں۔ چوری کرنے، بیگانہ مال لینے۔ ڈاکہ زنی۔خُون کرنے۔ جُھوٹی گواہی دینے پر کوئی سزا ملے گی۔ اگر باوجود کفّارہ پر ایمان لانے کے بھی گُناہ گناہ ہی ہیں تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کفّارہ کے کیا معنی ہیں۔ اور عیسائیوں نے کیا پایا۔

غرض حقوق العباد کو پورے طور پر ادا کرنے اور بجالانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو مختلف قوتوں کا مالک بنا کر بھیجا تھا اور اس سے منشاء یہی تھا کہ اپنے محل پر ہم ان قوتوں سے کام لے کر نوعِ انسان کو فائدہ پہنچائیں۔ مگر انجیل کا سارا زور حلم اور نرمی ہی کی قوت پر ہے حالانکہ یہ قوت بعض موقعوں پر زہر قاتل کی تاثیر رکھتی ہے۔ اس لئے ہماری یہ تمدّنی زندگی جو مختلف طبائع کے اختلاط اور ترکیب سے بنی ہے۔ اپنی ترکیب اور صُورت ہی میں بالطّبع یہ تقاضا کرتی ہے کہ ہم اپنے تمام قویٰ کو محل اور موقع پر استعمال کریں۔ لیکن انجیل محل اور موقع شناسی کو تو پس پشت ڈالتی ہے اور اندھا دُھند ایک ہی امر کی تعلیم دیتی ہے۔ کیا ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دینا عملی صورت میں بھی آ سکتا ہے۔ اور کُرتہ مانگنے والے کو چُغہ دینے والے آپ نے بھی دیکھے ہیں اور کیا کوئی آدمی جو انجیل کی تعلیم کا عاشِق زار ہو کبھی گوارا کرسکتا ہے۔ کہ کوئی شریر اور نابکار انسان اس کی بیوی پر حملہ کرے تو وہ لڑکی بھی پیش کر دے؟ ہرگز نہیں۔

جس طرح پر ہم کو اپنے جسم کی صِحت اور صلاحیّت کے لئے ضرور ہے کہ مختلف قسم کی غذائیں موسم اور فصل کے لحاظ سے کھائیں اور مختلف قسم کے لباس پہنیں ویسے ہی رُوح کی صلاحیّت اور اس کی قوتوں اور خواص کے نشو و نما کے واسطے لازم ہے کہ اس قاعدہ کو مدّنظر رکھیں۔ جسمانی تمدّن میں جس طرح پر گرم سرد۔ نرم سخت۔ حرکت وسکون کی رعایت رکھنی ضروری ہے۔ اسی طرح پر رُوحانی صحت کے لئے مختلف قوتوں کا عطا ہونا ایسی صاف دلیل اس امر کی ہے کہ رُوح کی بھلائی کے لئے ان سے کام لینا ضروری ہے اور اگر ان مختلف قوتوں سے ہم کام نہیں لیتے یا نہ لینے کی تعلیم دیتے ہیں تو ایک خدا ترس اور غیُور انسان کی نِگاہ میں ایسا معلّم خدا کی توہین کرنے والا ٹھہرے گا۔ کیونکہ وہ اپنے اس طریق سے یہ ثابت کرتا ہے کہ خدا نے یہ قوتیں لغو پیدا کی ہیں۔ پس اگر انجیل ایک ہی قوت پر زور دیتی ہے اور دیتی ہے۔ تو میں آپ سے انصافاً پوچھتا ہوں کہ خدا سے ڈر کر بتائیں کہ یہ خدا کے اس فعل کی ہتک نہیں ہے کہ اُس نے مختلف قوتیں اور استعدادیں انسان کی رُوح میں رکھ دی ہیں۔ اگر کوئی عیسائی یہ کہے کہ صرف نرمی اور حِلم ہی کی قوت سے ساری قوتوں کا نشو ونما ہوسکتا ہے۔ تو اس کی دانشمندی میں کوئی شک کرے گا۔ بحالیکہ خود خدا کی صفات بھی مختلف ہیں۔ اور اُن سے مختلف افعال کا صدور ہوتا ہے۔ اور خود کوئی عیسائی پادری ہم نے ایسا نہیں دیکھا کہ مثلاً سردی کے ایام میں بھی گرمی ہی کے لباس سے کام لے۔ اور ویسی غذاؤں پر گزارہ کرے یا ساری عمر ماں ہی کا دُودھ پیتا رہے یا بچپن ہی کے چھوٹے چھوٹے کُرتے پاجامے پہنا کرے۔ غرض اس قسم کی تعلیم پیش کرتے ہوئے شرم آجاتی ہے۔ اگر ایمان اور خدا کا خوف ہو۔ اگر نرمی اور حِلم ہی کافی تھا۔ تو پھر کیا یہ مصیبت پڑی کہ انجیل کے ماننے والوں کو دیوانی فوجداری جرائم کی سزاؤں کے لئے قانون بنانے پڑے۔ اور سیاست اور مُلک داری کے آئین کی ضرورت ہوئی۔ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیرنے والوں کو فوجوں اور پولیس کی کیا ضرورت!! خدا کے لئے کوئی غور کرے۔ پس اس اصول نے تمام حقوق العباد پر پانی پھیر دیا ہے۔ جبکہ ساری قوتوں ہی کا خون کر دیا۔ اب اس کے مقابل میں دیکھو کہ اسلام نے کیسی تعلیم دی اور کس طرح پر ساری قوتوں اور طاقتوں کا تکفل فرمایا۔ اسلام نے سب سے اوّل یہ بتایا ہے کہ کوئی قوت اور طاقت جو انسان کو دی گئی ہے۔ فی نفسہٖ وہ بُری نہیں ہے بلکہ اس کی افراط یا تفریط اور بُرا استعمال اُسے اخلاق ذمیمہ کی ذیل میں داخل کرتا ہے اور اس کا برمحل اور اعتدال پر استعمال ہی اخلاق ہے۔ یہی وہ اصول ہے جو دوسری قوموں نے نہیں سمجھا۔ اور قرآن نے جس کو بیان کیا ہے۔ اب اس اصول کو مدّنظر رکھ کر وہ کہتا ہے جَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثۡلُهَا ۚ فَمَنۡ عَفَا وَ اَصۡلَحَ (الشوریٰ:41) یعنی بدی کی سزا تو اسی قدر بدی ہے لیکن جس نے عفو کیا اور اس عفو میں اصلاح بھی ہو۔ عفو کو تو ضرور رکھا ہے۔ مگر یہ نہیں کہ اس عفو سے شریر اپنی شرارت میں بڑھے یا تمدّن اور سیاست کے اُصولوں اور انتظام میں کوئی خلل واقع ہو۔ بلکہ ایسے موقع پر سزا ضروری ہے۔ عفو اصلاح ہی کی حالت میں روا رکھا گیا ہے۔ اب بتاؤ کہ کیا یہ تعلیم انسانی اخلاق کی متمّم اور مکمل ہوسکتی ہے یا نرے طمانچے کھانے۔ قانون قدرت بھی پکار کر اسی کی تائید کرتا ہے۔ اور عملی طور پر بھی اس کی ہی تائید ہوتی ہے۔ انجیل پر عمل کرنا ہے تو پھر آج ساری عدالتیں بند کر دو۔ اور دو دن کے لئے پولیس اور پہرہ اُٹھا دو۔ تو دیکھو کہ انجیل کے ماننے سے کس قدر خون کے دریا بہتے ہیں۔ اور انجیل کی تعلیم اگر ناقص اور ادھوری نہ ہوتی تو سلاطین کو جدید قوانین کیوں بنانے پڑتے۔

غرض یہ حقوق العباد پر انجیل کی تعلیم کا اثر ہے۔ اب میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ دیانند نے جو وید کا خلاصہ ان دونوں اصولوں کی رُو سے پیش کیا ہے وہ کیا ہے۔ حق اللہ کے متعلق تو اُس نے یہ ظلم کیا ہے کہ مان لیا ہے کہ خدا کسی چیز کا بھی خالق نہیں ہے۔ بلکہ یہ ذرّات اور ارواح خود بخود ہی اس کی طرح ہیں۔ وہ صرف اُن کا جوڑنے جاڑنے والا ہے۔ جس کو عربی زبان میں موٴلّف کہتے ہیں۔ اب اس سے بڑھ کر حق اللہ کا اتلاف اور کیا ہوگا کہ اس کی ساری صفات ہی کو اُڑا دیا۔ اور عظیم الشان صفت خالقیت کا زور سے انکار کیا گیا۔ جبکہ وہ جوڑنے جاڑنے والا ہی ہے۔ تو پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ اگر یہ تسلیم کرلیا جاوے کہ وہ ایک وقت مَر بھی جاوے گا۔ تو اس سے مخلوق پر کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ کیونکہ جب اُس نے اُسے پیدا ہی نہیں کیا۔ تو وہ اپنے وجود کے بقا اور قیام میں قائم بالذّات ہیں۔ اُس کی ضرورت ہی کیا ہے۔ جوڑنے جاڑنے سے اس کا کوئی حق اور قدرت ثابت نہیں ہوتی۔ جبکہ اجسام اور روحوں میں مختلف قوتیں اتّصال اور انفصال کی بھی موجود ہیں۔ رُوح میں بڑی بڑی قوتیں ہیں۔ جیسے کشف کی قوت۔ انسانی رُوح جیسی یہ قوت دکھا سکتا ہے اور کسی کا رُوح نہیں دکھا سکتا۔ مثلاً گائے یا بیل کا۔ اور افسوس ہے کہ آریہ ان ارواح کو بھی معہ اُن کی قوتوں اور خواص کے خدا کی مخلوق نہیں سمجھتا۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ جب یہ اشیاء اجسام اور ارواح خود بخود قائم بالذّات ہیں اور اُن میں اتّصال اور انفصال کی قوتیں بھی موجود ہیں تو وجود باری پر اُن کے وجود سے کیا دلیل لی جا سکتی ہے۔ کیونکہ جب میں یہ کہتا ہوں کہ یہ سوٹا ایک قدم چل سکتا ہے۔ دوسرے قدم پر اس کے نہ چلنے کی کیا وجہ؟

وجود باری پر دو ہی قسم کے دلائل ہو سکتے ہیں۔ اول تو مصنوع کو دیکھ کر صانع کے وجود کیطرف ہم انتقال ذہن کا کرتے ہیں۔ وہ تو یہاں مفقود ہے۔ کیونکہ اس نے کچھ پیدا ہی نہیں کیا۔ کچھ پیدا کیا ہو تو اس سے وجود خالق پر دلیل پیدا کریں۔ اور یا دوسری صورت خوارق اور معجزات کی ہوتی ہے اس سے وجود باری پر زبردست دلیل قائم ہوتی ہے مگر اس کے لئے دیانند نے اور سب آریوں نے اعتراف کیا ہے کہ وید میں کسی پیشگوئی یا خارق عادت امر کا ذکر نہیں اور معجزہ کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ اب بتاؤ کہ کونسی صورت خدا کی ہستی پر دلیل قائم کرنے کی اُن کے عقیدہ کے رُو سے رہی۔ اور پھر اُن کا ایسا خدا ہے کہ کوئی ساری عمر کتنی ہی محنت و مشقت سے اُس کی عبادت کرے مگر اس کو ابدی نجات ملیگی ہی نہیں۔ ہمیشہ جُونوں کے چکّر میں اُسے چلنا ہوگا۔ کبھی کیڑا مکوڑا اور کبھی کچھ کبھی کچھ بننا ہوگا۔

حقوق العباد کے متعلق اتنا ہی کافی ہے کہ اُن میں نیوگ کا مسئلہ موجود ہے کہ اگر ایک عورت کے اپنے خاوند سے اَولاد نہ ہوتی ہو تو وہ کسی دوسرے مَرد سے ہمبستر ہو کر اَولاد پیدا کر لے اور کھانے پینے مقویات اور بستر وغیرہ کے سارے اخراجات اُس بیرج داتا کے اس خاوند کے ذمّہ ہوں گے جو اپنی عورت کو اُس سے اَولاد لینے کی اجازت دیتا ہے۔ اس سے بڑھ کر قابلِ شرم اَور کیا بات ہوگی۔ یہ تو مختصر سا نمونہ ہے۔ یہاں قادیان میں پنڈت سومراج ایک مدرّس تھا جو آریہ ہے اُس کو میں نے ایک جماعت کے رُوبرو بُلایا جس میں بعض ہندُو بھی تھے۔ اور اُس سے یہ مسئلہ پوچھا تو اُس نے کہا ہاں جی کیا مضائقہ ہے۔ اب ہمیں تو اُس کے مُنہ سے یہ سن کر تعجب ہی ہوا۔ دوسرے ہندو رام رام کرنے لگے۔ میں نے سن کر کہا کہ بس آپ جایئے۔ غرض یہ ہے اُن میں حقوق العباد کا لحاظ۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 119-123 ایڈیشن 1984ء)

(ترتیب و کمپوزڈ: عنبرین نعیم)

صدف علیم صدیقی۔ کینیڈا

حدیقۃ النساء

خاوندوں کی فرمانبردار عورتوں سے اللہ تعالیٰ کے وعدے

وَمِنۡ اٰیٰتِہٖۤ اَنۡ خَلَقَ لَکُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ اَزۡوَاجًا لِّتَسۡکُنُوۡۤا اِلَیۡہَا وَجَعَلَ بَیۡنَکُمۡ مَّوَدَّۃً وَّرَحۡمَۃً ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ

(روم: 22)

اور اس کے نشانات میں سے (یہ بھی) ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس میں سے جوڑے بنائے تا کہ تم اُن کی طرف تسکین (حاصل کرنے) کے لئے جاؤ اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔ یقیناً اس میں ایسی قوم کے لئے جو غور وفکر کرتے ہیں بہت سے نشانات ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلا رشتہ میاں بیوی کا بنایا اور سارے رشتے اس کے بعد وجود میں آتے گئے۔ اس سے اس رشتے کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ اس رشتے کا ٹھیک ہونا اسی طرح درست ہے جس طرح کسی عالیشان عمارت کی بنیاد کا مضبوط ہونا ضروری ہے۔جس طرح کسی بھی عمارت کی پائیداری کا انحصار اس کی بنیاد پر ہوتا ہے اسی طرح ایک پُر امن اور خوبصورت معاشرے کے قیام کے لیے رشتہ ازدواج سے منسلک افراد کی محبت و اخلاص و وفاداری اور باہمی سمجھوتہ بے حد ضروری ہے۔ اگر اس رشتے میں الفت و چاہت کا عنصر عنقا ہو جائے تو گھر جہنم کا نظارہ پیش کر رہے ہوتے ہیں۔ خاندانوں کی بقا خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ اولاد کا مستقبل تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ دنیا چلانے کا ایک مروجہ اصول ہے کہ ایک سر براہ ہوتا ہے اور کچھ اس کے ماتحت رہ کر اس کی نگرانی میں کام کر رہے ہوتے ہیں۔ اس سے کسی کی اہمیت میں کمی یا زیادتی نہیں ہوتی بلکہ ہر کسی کا اپنا ایک الگ دائرہ کار ہوتا ہے۔جس کے اندر رہ کر وہ اپنے کام سرانجام دیتے ہیں۔ نگران کے بارے میں عموماً یہ تاثر ہوتا ہے کہ اس کا نام و رتبہ بڑا ہے لیکن اگر غیر جانب دار ہو کر دیکھا جائے تو نگران کی ذمہ داریاں بھی بڑی ہوتی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے میاں بیوی کے رشتے میں مرد کو گھر کا سر براہ بنایا ہے۔ قرآن پاک میں یہ کہہ کر کہ

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوۡنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعۡضَہُمۡ عَلٰی بَعۡضٍ وَّبِمَاۤ اَنۡفَقُوۡا مِنۡ اَمۡوَالِہِمۡ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلۡغَیۡبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ

(النساء: 35)

مرد عورتوں پر نگران ہیں اس فضیلت کی وجہ سے جو اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر بخشی ہے اور اس وجہ سے بھی کہ وہ اپنے اموال (ان پر) خرچ کرتے ہیں۔ پس نیک عورتیں فرمانبردار اور غیب میں بھی ان چیزوں کی حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں جن کی حفاظت کی اللہ نے تاکید کی ہے۔

یعنی خدا تعالیٰ نے مرد کو عورت پر نگران بنایا ہے ان فضیلتوں کی بناء پر جو ان کو بخشی گئیں۔ اب جو مرد اس شرط پر پورا نہیں اترتے اس کی نگرانی میں کیسے رہیں یہ ایک ایک موضوع ہے۔ اس وقت ہمیں یہ بات کرنی ہے کہ خاوند کی فرمانبرداری کرنی کیوں ضروری ہے اور اس کے کتنے باثمر نتائج مرتب ہوتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

’’عورتوں کے لیے خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر وہ اپنے خاوندوں کی اطاعت کریں گی۔ تو خدا ان کو ہر بلا سے بچاوے گا اور ان کی اولاد عمر والی ہو گی اور نیک بخت ہو گی۔

(مکتوب جلد 5:200 بنام اہلیہ حضرت میاں عبداللہ سنوری)

خاوند کی اطاعت گزار بیوی پر خدا کی بھی پیار کی نگاہ پڑتی ہے اور ظاہر ہے خاوند بھی اسے قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور پھر اولاد کی نظر میں بھی ماں کی قدر و قیمت مزید بڑھ جاتی ہے۔سب سے بڑھ کر گھر کا ماحول پُرسکون رہتا ہے۔ جب دونوں میاں بیوی کا ایجنڈہ ایک ہی ہوتا ہے تو اولاد بھی اسی لائحہ عمل پر عمل کرتی ہے اور وہ بھی خود بخود فرمانبراد ہو جاتی ہے جب کہ سرکش اور باغی عورتوں کی اولادیں بھی عموماً سرکش اور باغی ہی ہوا کرتی ہے۔تو خاوند کی اطاعت کرنے کا ہر لحاظ سے فائدہ ہی ہے۔ حدیث النبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ

’’جس عورت نے پانچوں وقت کی نماز پڑھی اور رمضان کے روزے رکھے اور اپنے آپ کو بُرے کاموں سے بچایا اور اپنے خاوند کی فرمانبرداری کی اور اُس کا کہنا مانا، ایسی عورت کو اختیار ہے کہ جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہوجائے‘‘

(مجمع الزوائد۔کتاب النکاح۔باب فی حق الزوج علی المرأۃ)

اب یہ سوال اٹھتا ہے کہ کیا ہر خاوند کی اطاعت کی جائے کیونکہ دین دار اور صالح مرد ہی نیکی اور خیر کی راہ پر چلتا ہے بے دین شوہر کی اطاعت کرنے سے تو ایمان ہی ہاتھ سے جاتا رہتا ہے۔تو دراصل اصل میں تو شوہر کی اطاعت بھی ہم اسی وجہ سے کرتے ہیں کہ وہ اللہ کا حکم ہے تو اطاعت تو حقیت میں اللہ ہی کی ہے اگر وہ کوئی بات خلاف شریعت کرتا ہے تو اس وقت اس کی اطاعت نہیں کرنی۔

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ فرماتی ہیں کہ شوہر کی اطاعت اور خوشنودی حاصل کرنا تمہارا فرض ہونا چاہیے سوائے ان امور کے جو خلاف شریعت اور رضائے مولیٰ کے خلاف ہوں۔

(سیرت و سوانح سیدہ نواب مبارکہ بیگم صفحہ 256)

کچھ عورتوں کو عادت ہوتی ہے کہ جو کام خود نہ کرنا ہو وہ خاوند کے نام سے منسوب کر کے کہ وہ منع کرتے ہیں یا جو خود کرنا چاہتی ہوں اس پر کہ میں تو نہیں کرنا چاہتی میرے شوہر چاہتے ہیں تو کرتی ہوں جیسے پردہ کی پابندی یا جماعتی پروگراموں میں شرکت۔ لیکن اس وقت یہ بات ہمیشہ مدنظر رکھنی چاہیے کہ خدا تعالیٰ اس سارے عمل کو دیکھ رہا ہے۔سسرال والوں یا اپنی تنظیم کی عہدیداران سے تو ہم غلط بیانی کر سکتے ہیں لیکن اس کی تو ہماری سوچ تک رسائی ہے۔ پھر ناشکری کرنا ہے کہ شوہر ساری عمر بھی اچھا سلوک کرتا رہے لیکن اگر اس سے ذرا سی بھی کوتاہی ہو گی تو اس کی ساری عمر کی ریاضت پر پانی پھیر دیا جاتا ہے کہ مجھے تو کبھی کوئی آرام نہیں ملا۔ یا ہمیشہ اپنے میکے کو یاد کرتے رہنا کہ وہاں بہت آرام تھا۔

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا ’’مجھے دوزخ دکھائی گئی، تو میں نے دیکھا کہ اس میں اکثریت عورتوں کی ہے۔ (اس کی وجہ یہ ہے کہ) وہ کفر کرتی ہیں۔‘‘ صحابہؓ نے دریافت کیا۔ ’’یارسول اللہؐ! کیا وہ اللہ کا کفر کرتی ہیں؟‘‘ آپؐ نے فرمایا ’’نہیں! وہ شوہروں کا کفر کرتی ہیں اور ان کا احسان نہیں مانتیں۔

(صحیح مسلم: حدیث نمبر: 80)

یعنی شوہر کا احسان نہ ماننا خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہوتا ہے۔ اس لیے ہمیشہ ناشکری کی عادت سے بچیں۔ جو بھی آپ کا جیون ساتھی اپنی حیثیت کے مطابق آپ کو لا کر دے رہا ہے اس پر پہلے خدا کی حمد بجالائیں پھر اس کا شکریہ ادا کریں۔ اس سے اللہ بھی خوش ہو کر اور نوازتا ہے اور شوہر بھی خوش ہوتا ہے کہ میری بیوی میری کوششوں کی قدر کرتی ہے۔

صحابیات کی سیرت اور سیرت حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کا بار بار اور بطور مطالعہ کرنا چاہیے اور یہ دیکھنا چاہیے کہ ہم کس مقام پر کھڑے ہیں۔ ہم یہ بات تو بارہا دہراتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بے حد خیال رکھتے تھے اور ان سے بے حد پیار و الفت کا سلوک کرتے تھے لیکن کیا اس کے ساتھ وہ طریق بھی دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنائے تھے۔ اپنا اتنا بڑا شہر اور سب عیش و آرام چھوڑ کر قادیان جو اس وقت بہت ہی پسماندہ اور چھوٹا سا گاؤں تھا اور دنیاوی راحت و آرام حاصل نہ تھا لیکن آپ نے کامل وفا دکھائی اور اسی رنگ میں رنگ گئیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا رنگ تھا۔تنگی، ترشی عسر یسر ہر حال میں اپنے شوہر کا ساتھ دیا۔ ہر وقت کی مہمانداری، ہر کسی آئے گئے سے پیار کا سلوک، جماعتی خدمت کے لیے اپنے زیور تک پیش کر دیئے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حسن سلوک مردوں کے لیے بطور نمونہ کے ہے تو حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا ہمارے لیے ایک مثالی بیوی کی مثال ہیں۔

وَاللّٰہِ! سب کے سب ہیں مجسّم نظامِ حق
اے اُمِّ مومنین! تری شان ہے بلند
یہ گھر زمانے بھر میں ہے بیت الحرامِ حق
دامن تمہارا پاک ہے ہر نقص و عیب سے
مخصوص ہے ترے لئے دارالسّلامِ حق
قوموں کی ماں ہے اُن کی ترقی کی جاں ہے تو

(کلام مکرم جناب قاضی محمد ظہور الدین اکمل)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی موضوع پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ’’عورت پر اپنے خاوند کی فرمانبرداری فرض ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر عورت کو اس کا خاوند کہے کہ یہ ڈھیر اینٹوں کا اُٹھا کر وہاں رکھ دے اور جب وہ عورت اس بڑے اینٹوں کے انبار کو دُوسری جگہ رکھ دے تو پھر اس کا خاوند اُس کو کہے کہ پھر اس کو اصل جگہ پر رکھ دے تو اس عورت کو چاہیے کہ چون چرا نہ کرے بلکہ اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرے۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 30)

پھر مزید فرمایا:

’’خاوند کی اطاعت کے حوالے سے بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو عورت پانچ وقت کی نماز پڑھے، رمضان کے روزے رکھے اپنی عزت کی حفاظت کرے اور شوہر کی اطاعت کرے تو وہ جس دروازے سے چاہے جنت میں میں داخل ہو جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’عورتیں یہ نہ سمجھیں کہ اُن پر کسی قسم کا ظلم کیا گیا ہے کیونکہ مرد پر بھی اس کے بہت حقوق رکھے گئے ہیں بلکہ عورتوں کو گویا بالکل کرسی پر بٹھادیا ہے اور مرد کو کہا ہے کہ ان کی خبر گیری کر۔ اس کا تمام کپڑا کھانا اور تمام ضروریات مرد کے ذمہ ہے۔ دیکھو کہ موچی ایک جُوتی میں بد دیانتی سے کچھ کا کچھ بھر دیتا ہے صرف اس لئے کہ اس سے کچھ بچ رہے تو جورو بچوں کا پیٹ پالوں۔ سپاہی لڑائی میں سر کٹاتے ہیں صرف اس لئے کہ کسی طرح جورو بچوں کا گذارہ ہو۔ بڑے بڑے عہدے دار رشوت کے الزام میں پکڑے ہوئے دیکھے جاتے ہیں۔ وہ کیا ہوتا ہے؟ عورتوں کے لئے ہوتا ہے۔عورت کہتی ہے کہ مجھے زیور

چاہیے کپڑا چاہیے۔ مجبوراً بچارے کو کرنا پڑتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ایسی طرزوں سے رزق کمانا منع فرمایا ہے۔

یہاں تک عورتوں کے حقوق ہیں کہ جب مرد کو کہا گیا ہے کہ ان کو طلاق دو۔ تو مہر کے علاوہ ان کو کچھ اور بھی دو۔ کیونکہ اس وقت تمہاری ہمیشہ کے لئے اس سے جدائی لازم ہوتی ہے۔ پس لازم ہے کہ ان کے ساتھ نیک سلوک کرو۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 30)

شوہر کی عزت و احترام کے حوالے سے ایک اور حدیث جس سے شوہر کی کتنی عزت کرنی چاہیے اس کا اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ’’اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا، تو عورت کو یہ حکم دیتا کہ خاوند کو سجدہ کرے۔‘‘

(ابنِ ماجہ)

حضرت امّ سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ ’’رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جس عورت نے اس حالت میں وفات پائی کہ اس کا شوہر اس سے راضی تھا، وہ جنّت میں داخل ہوگی۔‘‘

(ترمذی)

عورت اپنے شوہر کے لیے سکون کا مرکز ہوتی ہے۔ مرد کی خواہش ہوتی ہے کہ جب وہ تھکا ہارا گھر پہنچے تو اس کا استقبال اور خدمت اچھے اور مسکراہٹ بھرے چہرے کے ساتھ ہو جس کی طرف وہ دیکھے تو اس کی صفائی ستھرائی، حسن اخلاق کی وجہ سے اور دل سے اس کی قدر کرنے والی شخصیت کو دیکھ کر اس کی ساری تھکن دور ہو جائے اور اسے زندگی کا حسن محسوس ہونے لگے۔ اسی طرح حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے کہ بہترین بیوی وہ ہے کہ جس کی طرف شوہر نظر اٹھا کر دیکھے تو اس کو خوشی محسوس ہو۔ ’’سب سے بہترین عورت وہ ہے کہ شوہر اسے دیکھے تو وہ اس کو خوش کر دے اور جب وہ اس کو حکم دے تو اس کی اطاعت کرے، اور اپنی ذات اور شوہر کے مال میں جو چیزیں اس کو ناپسند ہوں اس کی مخالفت نہ کرے‘‘

(مسند احمد)

ان سب احادیث و اقتباسات سے ہمیں اپنے جیون ساتھیوں کی عزت و قدر کا بخوبی احساس ہو گیا ہے اور یہ بھی ان کی فرمانبرداری اور اطاعت کرنے سے خدا تعالیٰ ہم سے کس قدر خوش ہوتا ہے۔ تو اب ہمارا یہ فرض ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو اپنے خاوند کی عزت کریں ان کی اطاعت میں رہیں۔ ان میں اگر کوئی ایسی بات ہے جو ہمیں ناپسند ہے اور ہم کسی عادت سے نالاں ہیں تو بجائے ادھر ادھر بتانے کے اپنے خالق حقیقی کے سامنے جھکیں اس سے دعائیں مانگیں کہ وہ ان عادات و اطوار کو بدل دے۔

مغربی ممالک میں جہاں بظاہر عورتوں کے بہت حقوق ہیں ان عورتوں کے دیکھا دیکھی کچھ مشرقی ممالک کی خواتین بھی جب یہاں آتی ہیں تو اس کلچر سے متاثر ہوتی ہیں اور مردوں سے خوامخواہ مقابلہ بازی کرنے لگتی ہے اور ان کو بار بار یہ دھمکیاں دینا شروع کر دیتیں ہیں کہ ہم پولیس کو بلا لیں گے ہم بچے لے کر الگ ہو جائیں گے یا اسی طرح کے معاملات جس سے بعض مرد ڈر جاتے ہیں اور پھر بیوی کی ہر جائز ناجائز بات مانتے چلے جاتے ہیں لیکن دوسری طرف وہ عورت ان کے دل سے اتر جاتی ہے اور کبھی اپنے حالات کی وجہ سے اور کبھی اولاد کی وجہ سے وہ ساتھ تو رہتے ہیں لیکن جو آپسی محبت اور دوستی کا تعلق ہے وہ ختم ہو جاتا ہے اور ان کا رشتہ ایسا ہی رہ جاتا ہے جیسے کوئی دیمک زدہ کھوکھلی عمارت جو کسی بھی وقت ڈھ سکتی ہو۔ اور جو مرد یہ سب برداشت نہیں کرتے وہ پھر علیحدگی کو ترجیح دیتے ہیں جس سے سب سے زیادہ نقصان اولاد اٹھاتی ہے۔ وہ اولاد جس کو ماں باپ دونوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ پھر کورٹ کے فیصلوں مین گیند کی طرح ادھر ادھر لڑھکتی رہتی ہے اور آخر کار دونوں سے ہی متنفر ہو جاتی ہے۔ تو خدارا اپنی اولادوں کی خاطر اپنے گھروں کو سکون و راحت کا گہوارا بنائیے۔ اس رشتے کو نبھائیے اور خاوندوں سے دوستانہ تعلقات بنائے رکھیے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بھی اسی طرف ہمیں توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

’’پس اے احمدی عورتو! تم اپنے اس اعلیٰ مقام کو پہچانو اور اپنی نسلوں کو معاشرے کی برائیوں سے بچاتے ہوئے ان کی اعلیٰ اخلاقی تربیت کرو اور اس طرح سے اپنی آئندہ نسلوں کے بچاؤ کی ضمانت بن جاؤ۔ اللہ ان لوگوں کی مدد نہیں کرتا جو اس کے احکام کو وقعت نہیں دیتے۔ اللہ آپ کو اپنا مقام سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ اپنی آئندہ نسل کو سنبھالنے والی بن سکیں۔ آمین‘‘

(جلسہ سالانہ گھانا 2004ء)

اپنے گھروں کو جنت نظیر بنانے کے لیے ہر کوشش کریں اس ودود و لطیف و کریم خدا سے ان صفات کا واسطہ دے کر اپنے جیون ساتھی کے لیے دعا کریں۔ تو وہ خدا یقیناً سب بہتر کر دے گا۔ ان شاء اللہ

رَبَّنَا ہَبۡ لَنَا مِنۡ اَزۡوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعۡیُنٍ وَّاجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِیۡنَ اِمَامًا

(الفرقان: 75)

خدا کرے کہ ہم ان سب باتوں پر عمل کرنے والیاں ہوں اپنے خاوندوں کی فرمانبردار ہوں اور اپنے گھروں کو جنت نظیر بنانے والیاں ہوں۔ آمین یَا رَبَّ الۡعَالَمِیۡنَ

ایڈیٹر کے نام خط

تجھے مبارک صد مبارک ہو 1913ء سے آج تک چھپتا رہا یہ روزنامہ الفضل

• **مکرم اے آر بھٹی۔ ملبورن آسٹریلیا سے لکھتے ہیں۔**

خاکسار بطور تہنیت روزنامہ الفضل کے اجراء سے لیکر اب تک اس کی سالگرہ پر چند اشعار آپ کی خدمت میں بغرض دعا پیش کرتا ہے۔

نظم بعنوان ’’سالگرہ الفضل‘‘

خدا کے فضلوں میں ایک فضل ہے یہ روزنامہ الفضل
پچھلے 109 سال سے چھپ رہا ہے یہ روزنامہ الفضل
خدا اسے ترقی سے ہمیشہ ہمکنار کرے
اسی طرح روحانی پیاس بجھاتا رہے یہ روزنامہ الفضل
خلفائے وقت کی دعاؤں کے طفیل
دنیا میں پھیلاتا رہے، نورہدایت یہ روزنامہ الفضل
افریقہ ہو، امریکہ ہو یا یورپ ہو یا دنیا کا ہو ہر کونہ
پیغام حق ہر سُو پہنچاتا رہے یہ روزنامہ الفضل
پیارے امام کی ہمیشہ رہنمائی میں
چھپتا رہے ہر روز پیارا یہ روزنامہ الفضل
ہمیں دل و جان سے یہ بہت پیارا ہے
سکوں پاتے ہیں جب ملتا ہے ہمیں یہ روزنامہ الفضل
احکام خداوندی اور ارشادات آقائے مدنی
پڑھنے کو ہمیں دیتا ہے روزانہ یہ روزنامہ الفضل
سلطان القلم کے ملفوظات اور ارشادات مسرور
ہمیں ہر آن پہنچاتا ہے یہ روزنامہ الفضل
اس روزنامہ میں چھپتی ہیں اور بھی کئی تحریریں
قلبی سکوں دیتا ہے سب کو یہ روزنامہ الفضل
خدا اسے ترقی دے اور فیض پائیں سب لوگ
اپنوں پرائیوں کے لئے بنے باعث ہدایت یہ روزنامہ الفضل
بھٹی تو بھی دعائیں کر اور کریں سب لوگ
دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرے یہ روزنامہ الفضل
خدا توفیق و اجر دے اُن سب کو جو حصہ لیتے ہیں
جن کی محنت سے لندن سے مرتب ہوتا ہے یہ روزنامہ الفضل
خدا نے تیری کاوشوں میں برکت ڈالی اے محمودؓ
تجھے مبارک صد مبارک ہو 1913ء سے آج تک چھپتا رہا یہ روزنامہ الفضل

مریم رحمٰن

حیاتِ نور الدینؓ

قرآن سے بے مثال محبت اور بعض زریں نصائح

قسط 8

چہ خوش بودے اگر ہر یک زِامت نوردیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نور یقیں بودے

حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ وہ مبارک وجود تھے جنہوں نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو سب سے پہلے قبول فرمایا اور پھر جانثاری کا وہ نمونہ دکھلایا جو کہ آئندہ آنے والوں کے لئے قیامت تک کے لئے قابلِ عمل نمونہ ہے۔ آپؓ نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی کامل اتباع کی اور اللہ نے اس کے انعام کی صورت میں آپؓ کو پہلے خلیفۃ المسیح ہونے کا شرف عطا فرمایا۔ آپؓ کی ساری زندگی نیکی اور تقویٰ کا نمونہ ہے اور آپ کی مبارک نصائح ہم سب کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ ان نصائح پر عمل پیرا ہو کر ہم اپنی زندگیاں سنوار سکتے ہیں۔ ذیل میں آپؓ کی نصائح میں سے چند درج کرتی ہوں۔

شرک سے مجتنب رہنے کی نصیحت

یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں۔ کوئی تمہارا کارساز نہیں۔ میں علم غیب نہیں جانتا۔ نہ میں فرشتہ ہوں اور نہ میرے اندر فرشتہ بولتا ہے۔ اللہ ہی تمہارا معبود ہے۔ اسی کے تم ہم سب محتاج ہیں کیا مخفی اور کیا ظاہر رنگ میں۔ اس کی طاقت بہت وسیع ہے اور اس کا تصرف بہت بڑا ہے۔۔۔سو تم شرک کو چھوڑ دو اور چوری نہ کرو۔

(خطبات نور صفحہ 488)

میں تمہیں معاہدہ پر قائم رہنے کی سخت تاکید کرتا ہوں۔ موت کے وقت یہ اولاد۔ یہ دوست۔ یہ جتھے کبھی کام نہیں آتے۔ پس خدا سے اپنا معاملہ صاف رکھو۔ (حقائق الفرقان جلد 2 صفحہ 277)

تقویٰ پر چلنے کی نصیحت

میرے دوستو! سب کو تقویٰ اختیار کرنا چاہیے۔ رزق کے لئے تنگی سے نجات کے لئے تقویٰ کرو۔ سکھ کی ضرورت ہے تقویٰ کرو۔ محبت چاہتے ہو تقویٰ کرو۔ سچا علم چاہتے ہو تقویٰ کرو۔ میں پھر کہتا ہوں تقویٰ کرو۔ تقویٰ سے خدا کی محبت ملتی ہے۔ وہ اللہ کا محبوب بنا دیتا ہے۔ دکھوں سے نکال کر سکھوں کا وارث بنا دیتا ہے۔ علوم صحیحہ اسی کے ذریعہ ملتے ہیں۔

(خطبات نور صفحہ 491)

قرآن سے آپؓ کی محبت
اور احباب جماعت کو نصائح

آپؓ اپنے آقا سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی طرح عاشق قرآن تھے۔ آپ کے بیان فرمودہ حقائق الفرقان اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ ذیل میں آپ کی چند نصائح قرآن کریم کے حوالہ سے درج کرتی ہوں۔ آپؓ فرماتے ہیں۔

یاد رکھو کہ ہماری اور ہمارے امام کی کامیابی ایک تبدیلی چاہتی ہے کہ قرآن شریف کو اپنا دستور العمل بناؤ۔ نِرے دعوے سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس دعوے کا امتحان ضروری ہے۔

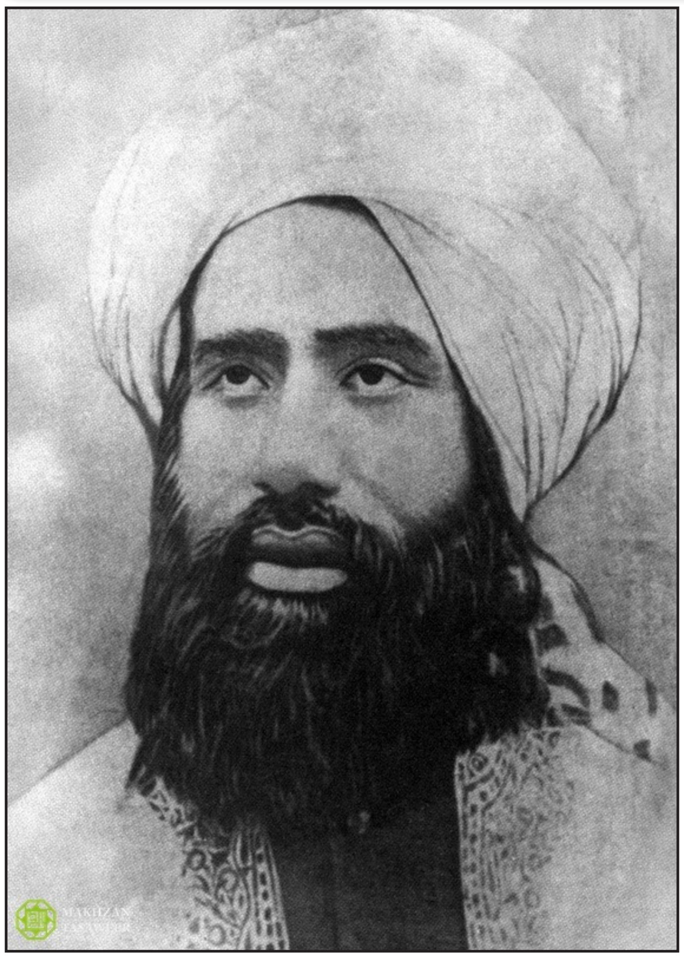

(الحکم 10 مارچ 1904ء صفحہ 4)

قرآن کی کامل اتباع کی ضرورت

یاد رکھو آرام کی زندگی کے لئے یہ چالاکیاں یہ ساز و سامان کی حرص مفید نہیں بلکہ قرآن مجید کی سچی فرمانبرداری کرو۔ میرا تو اعتقاد ہے کہ اس کتاب کا ایک رکوع انسان کو بادشاہ سے بڑھ کر خوش قسمت بنا دیتا ہے۔ جس باغ میں میں رہتا ہوں اگر لوگوں کو خبر ہو جاوے تو مجھے بعض دفعہ خیال گزرتا ہے کہ میرے گھر سے قرآن نکال کر لے جاویں۔ مسلمانوں کے پاس ایسی مقدس کتاب ہو اور پھر وہ تکالیف میں اور مشکلات میں پھنسے ہوں۔

(خطبات نور صفحہ 476)

قرآن بے مثال کتاب

میرے دوستو! قرآن مجید جیسی کوئی کتاب نہیں بلکہ اور کوئی کتاب ہی نہیں۔ اس کی اتباع کرو۔ خدا تعالیٰ تمہیں اپنی محبت بخشے نیکیوں کی توفیق دے۔

(خطبات نور صفحہ 599)

خدا سے مدد طلب کرو

خدا تعالیٰ بڑا بادشاہ ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے یہ میری نصیحت یاد رکھو۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھو۔ اللہ تعالیٰ سے بڑی بڑی امیدیں رکھو۔ یہ جو مشکلات آتے ہیں درجہ بلند کرنے کے لئے آتے ہیں۔ ان مشکلات سے ہرگز مت گھبراؤ۔ اور خدا تعالیٰ سے مدد طلب کرو۔ یہ مختصر نصیحت ہے مگر ضروری ہے اور یاد رکھنے والی ہے معمولی نہ سمجھو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو اور تمہارا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

(بدر 16 فروری 1911ء)

امام وقت سے وابستگی واطاعت کی ضرورت

دیکھو دو کو ایک کرنا سخت سے سخت مشکل کام ہے تو پھر ہزاروں کا ایک راہ پر جمع کرنا ان میں وحدت اور الفت کا پیدا کر دینا خدا کے فضل کے سوا کہاں ممکن ہے۔ دیکھو تم خدا کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے ہو اس نعمت کی قدر کرو اور اس کی حقیقت کو پہچانو اور اخلاص اور ثبات کو اپنا شیوہ بناؤ۔

(الحکم 14 جون 1908ء صفحہ 8 کالم 3)

میں چاہتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرو۔ اس کے ملائکہ سے نبیوں اور رسولوں سے محبت کرو اور کسی کی بے ادبی نہ کرو۔ تم کو اللہ تعالیٰ نے بڑی نعمت عطا کی ہے۔ حضرت صاحب کا دنیا میں آنا معمولی بات نہیں۔ تم اس طرح یہاں بیٹھے ہو۔ یہ انہیں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ دعائیں بہت کرو۔ اللہ تعالیٰ تم کو دوسروں تک حق پہنچانے کے لئے توفیق دے۔

(بدر 27 فروری 1913 صفحہ 4 کالم 3)

عہدِ بیعت کو پیش نظر رکھو

اپنے اس عظیم الشان معاہدہ کو اپنے پیش نظر رکھو۔ یہ معاہدہ تم نے معمولی انسان کے ہاتھ پر نہیں کیا خدا تعالیٰ کے مرسل مسیح ومہدی کے ہاتھ پر کیا ہے۔ اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ خدا کے مرسل ہی نہیں خدا کے ہاتھ پر کیا ہے۔ کیونکہ یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡہِمۡ آیا ہے۔

(حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 589)

خلافت کی قدر کرنے
اور اس سے وابستگی کے حوالہ سے نصائح

امام وقت کی اطاعت کی احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

آخر میں ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں اور یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمہارا اعتصام حبل اللہ کے ساتھ ہو۔ قرآن تمہارا دستور العمل ہو۔ باہم کوئی تنازع نہ ہو کیونکہ تنازع فیضان الٰہی کو روکتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوم جنگل میں اسی نقص کی وجہ سے ہلاک ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ کی قوم نے احتیاط کی اور وہ کامیاب ہو گئے۔ اب تیسری مرتبہ تمہاری باری آئی ہے۔ اس لیے چاہیے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میت غسّال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے ارادے اور خواہشیں مردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ۔ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔ استغفار کثرت سے کرو اور دعاؤں میں لگے رہو۔ وحدت کو ہاتھ سے نہ دو۔ دوسرے کے ساتھ نیکی خوش معاملگی میں کوتاہی نہ کرو۔ تیرہ سو برس بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آسکتا۔ پس اس نعمت کا شکر کرو۔ کیونکہ شکر کرنے پر ازدیادِ نعمت ہوتا ہے۔

لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ (ابراہیم: 8)

لیکن جو شکر نہیں کرتا وہ یاد رکھے

اِنَّ عَذَابِیۡ لَشَدِیۡدٌ (ابراہیم: 8)

(خطبہ عید الفطر جنوری 1903ء خطبات نور صفحہ 131)

بدظنی سے اجتناب کی تلقین

میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ ایک دوسرے پر ٹھٹھا نہ کرو۔ بدظنی سے کام نہ لو۔۔۔ واعظ بھی وعظ کرتا ہے تو کہتے ہیں باتیں بنا رہا ہے۔ ایسے

لوگوں میں سے نہ بنو۔ یہ لوگ خطرناک راہ پر چل رہے ہیں۔ بہرے ہیں کان رکھتے نہیں کہ کسی رہنما کی آوازسنیں۔ اندھے ہیں آنکھیں رکھتے نہیں کہ خود نشیب وفراز دیکھ لیں۔ گونگے ہیں زبان رکھتے نہیں کہ کسی سے رستہ پوچھ لیں۔ پس وہ کسی موذی چیز سے کیونکر بچ سکتے ہیں۔

(خطبات نور صفحہ 595)

تفرقہ چھوڑ دو

میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تفرقہ ڈالنے اور تفرقہ بڑھانے والی باتیں چھوڑ دیں۔ ایسی لغو بحثوں سے جن سے نہ دین کا فائدہ نہ دنیا کا منہ موڑ لو اور سب سے مل کر وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا (آل عمران 104) حبل اللہ قرآن مجید کو محکم پکڑو۔ دیکھو! لڑکوں میں ایک رسے کا کھیل ہے۔ اگر ایک طرف کے لوگ اور باتوں میں لگ جاویں تو وہ رسے میں کس طرح جیت سکتے ہیں۔ اسی طرح اگر تم اور بحثوں میں لگ جاؤ گے تو قرآن مجید تمہارے ہاتھوں سے جاتا رہے گا۔

(خطبات نور صفحہ 501)

عورتوں کے حقوق ادا کرنا

میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ عورتوں کے حقوق کی خصوصیت سے نگہداشت کرو اور ان پر رحم کرو۔ ان کے قصوروں سے درگزر کرو کہ جس قدر گرم وسرد زمانہ تم نے دیکھا ہے انہوں نے کب دیکھا۔

(خطبات نور صفحہ 468)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عورتیں تمہارا الباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔ جیسا کہ لباس میں سکون آرام گرمی سردی سے بچاؤ زینت قسماً قسم کے دکھ سے بچاؤ ہے ایسا ہی اس جوڑے میں ہے۔ جیسا کہ لباس میں پردہ پوشی ایسا ہی مردوں اور عورتوں کو چاہئے کہ اپنے جوڑے کی پردہ پوشی کیا کریں۔ اس کے حالات کو دوسروں پر ظاہر نہ کریں۔ اس کا نتیجہ رضائے الٰہی اور نیک اولاد ہے۔ عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک چاہئے اور ان کے حقوق کو ادا کرنا چاہئے۔

(خطبات نور صفحہ 400)

دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے

پس خدا تعالیٰ کے فضل کو یاد کرکے محبت الٰہی کو زیادہ کرو اور غفلتوں اور کمزوریوں کو چھوڑ دو اور اپنے وعدوں کا لحاظ کرو کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔ رنج وراحت عسر ویسر میں قدم آگے بڑھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور بھائیوں سے محبت کریں گے۔ پھر کہتا ہوں کہ یہ بڑی خطرناک بات ہے کہ جو وعدوں کے خلاف کرتا ہے وہ منافق ہوتا ہے۔ جھوٹ اور وعدوں کی خلاف ورزی کرتے کرتے انسان کا انجام نفاق سے مبدل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھ کو اور آپ کو اس سے بچائے اور صدق اور اخلاص اور اعمالِ حسنہ کی توفیق دے۔ آمین

(حقائق الفرقان جلد 1 صفحہ 152)

طلباء کو نصائح

طلباء کو نصیحت کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے فرمایا

تمہیں چاہئے کہ نیک نمونہ دکھائیں اور مخالفوں کے اعتراضوں کا بڑی جوانمردی سے تحمل اور حوصلہ کے ساتھ جواب دیں اور دعا استغفار اور لاحول کے ہتھیاروں سے کام لیں۔

(بدر 18؍ جون 1908ء)

قرض سے بچنے کی دعا

ایک شخص نے عرض کی کہ میں مبلغ پچیس ہزار روپے کا مقروض ہوں۔ فرمایا۔

اس کے تین علاج ہیں (1)استغفار (2) فضول خرچی چھوڑ دو (3) ایک پیسہ بھی ملے تو قرض خواہ کو دے دو۔

ستاری سے فائدہ اٹھاؤ

انسان بدی اور بدکاری کرتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ اس پر ستاری کرتا ہے۔ پردہ پوشی کرتا ہے۔ رحم کرتا ہے۔ انسان رات کو بدی کرتا ہے۔ صبح اس کے ماتھے پر لکھی ہوئی نہیں ہوتی۔

کیوں! اس واسطے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے رحم سے فائدہ اٹھائے اور توبہ کرے اور آئندہ بدی سے پرہیز رکھے۔

بدی سے بچنے کا نسخہ

بدی سے بچنے کا یہ گر ہے کہ انسان علم الٰہی کا مراقبہ کرے سوچے اور فکر کرے۔ اور بار بار اس بات کو دل میں لائے۔ اور اس پر اپنا یقین جمائے کہ خدا علیم ہے خبیر ہے وہ مجھ کو دیکھ رہا ہے۔ میرے ہر فعل کی اس کو خبر ہے۔ اس طرح ریاضت کرنے سے انسان بدی سے بچ جاتا ہے۔

بخل دور کرنے کا علاج

بخل دور کرنے کا علاج یہ ہے کہ جب ایک پیسے کا بخل ہو تو دو پیسے دے دینے چاہئیں اور دو پیسے کا بخل ہو تو چار دے دینے چاہئیں۔ اس کا میں نے جوانی میں خوب تجربہ کیا ہے اور بہت فائدہ اٹھایا ہے۔

(بدر 9؍ اپریل 1911ء)

ہدایت کی اتباع کرو

آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمات سیکھے اور اس پر فضل ہوا۔ اور اللہ نے حکم دیا کہ اب جب کبھی ہماری ہدایت پہنچے جو اس کے تابع ہوگا اس پر کسی قسم کا خوف وحزن طاری نہ ہوگا اور جو حکم کی خلاف ورزی کرے گا اسے نقصان پہنچے گا۔ تم سب دل میں سوچو۔ کیا تمہارا جی چاہتا ہے کہ تمہیں غم ہو خوف ہو۔ غموں سے خوفوں سے بچنے کا ایک ہی علاج ہے وہ یہ کہ ہدایت کی اتباع کرو اگر نہیں کرو گے تو دکھ اٹھاؤ گے۔

(خطبات نور صفحہ 609-610)

آپ کی آخری وصیت

میرا جانشین متقی ہو۔ ہردلعزیز عالم باعمل حضرت صاحب کے پرانے اور نئے احباب سے سلوک چشم پوشی درگزر کو کام میں لاوے۔ میں سب کا خیرخواہ تھا وہ بھی خیر خواہ رہے۔ قرآن وحدیث کا درس جاری رہے۔ والسلام۔ نورالدین 4 مارچ 1914ء

(حیات نور صفحہ 702-703)

اللہ ہمیں ان تمام مبارک نصائح پر عمل کرتے ہوئے اپنی زندگیاں نیکی کی راہوں پر چلانے کی توفیق دے۔ آمین

درخواست دعا

اخبار روزنامہ الفضل لندن آن لائن کو مختلف جہات سے قارئین کی طرف سے دُعاؤں کی درخواستیں ملتی رہتی ہیں۔ جو گاہے بگاہے شائع کر دی جاتی ہیں تا جو دوست یا خواتین بیمار ہیں وہ دنیا بھر کے احمدیوں کی دُعاؤں کے طفیل صحت پائیں۔ جو پریشان ہیں، مشکلات میں ہیں ان کی پریشانیوں اور مشکلات دور ہوں۔ جن کی اولاد نہیں یا اولاد نرینہ کی درخواست کر رہے ہیں۔ ان کی گودیں نیک، صالح، صحت مند اولاد سے ہری کرے۔ جو امتحانات دے رہے ہیں وہ نمایاں کامیابی پائیں۔ آمین

قارئین روزنامہ الفضل لندن آن لائن شہداء احمدیت کے پسماندگان کو اور اسیران راہ مولیٰ کو بھی اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اسیران کے لئے آسانیاں مہیاء فرمائے اور اسلام احمدیت کو دن دوگنی رات چوگنی ترقیات سے نوازتا چلا جائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح کو کامل صحت کے ساتھ درازی عمر عطا فرمائے۔ اپنی حفاظت خاص میں رکھے اور روح القدس سے اپنی تائیدات سے نوازتا رہے اور ہم تمام احباب جماعت کو خلافت کی برکات و فیوض سے حصہ لینے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین

(ادارہ)

عبدالسمیع خان۔ استاد جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا

مسلمان کی تعریف۔ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کیا کہتے ہیں

جن باتوں سے حضرت خدیجہؓ، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ مسلمان ہوئے کیا ہم نہیں ہو سکتے؟

مسلمان کہلانے کا بنیادی نکتہ، اللہ اور رسول پر ایمان ہے باقی سب تفاصیل اور اعمال صالحہ ہیں۔

عالم اسلام کے سلگتے ہوئے مسائل میں سے ایک سوال یہ ہے کہ مسلمان کی تعریف کیا ہے؟ اور کون شخص مسلمان کہلانے کا مستحق ہے؟ کیونکہ اسی تعریف کے فرق کے نتیجہ میں کفر کے فتاویٰ کا ایک ایسا سلسلہ شروع ہوا ہے جو تھمنے میں نہیں آتا۔ ہر فرقہ کے نزدیک دوسرا فرقہ کافر ہے اور اگر بعض فرقے مل کر کسی کو کافر کہتے ہیں تو دوسروں کے نزدیک وہ کافر ہیں۔ اور یہی بات فسادات پنجاب پاکستان 1953ء کی تحقیقاتی عدالت نے بڑے غور وفکر کے بعد لکھی اور یہ بھی ذکر کیا کہ اگر ہم کسی کو مسلمان کہتے بھی ہیں تو دوسروں کے نزدیک ہم خود کافر ہیں۔ پس تمام مسلمان فرقوں کا اندرونی رشتہ کفر کا ہی ہے۔ اس سوال کو حل کرنے کے لئے ہمیں قرآن وسنت کی روشنی میں غور کرنا چاہیے۔

قرآن کس کو مسلمان کہتا ہے؟

قرآن میں رسول کریم ﷺ کے لائے ہوئے دین کو اسلام کا نام دیا گیا ہے وَرَضِيتُ لَكُمُ الۡاِسۡلَامَ دِيۡنًا (المائدہ:4) (ترجمہ۔ میں نے اسلام کو تمہارے لئے دین کے طور پر پسند کیا ہے) اور اس کے مادہ (س۔ل۔م) سے اسم اور فعل کے متعدد صیغوں میں اس کا ذکر آیا ہے۔ قرآن کریم اللہ اور رسول ﷺ کو نہ ماننے والوں کو عمومی طور پر کافر قرار دیتا ہے جن میں اہل کتاب بھی ہیں اور مشرکین بھی۔ لیکن کافر کے مقابلہ پر قرآن دو اصطلاحیں استعمال کرتا ہے۔ مسلم اور مؤمن۔ اسلام عمومی معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے یعنی فرمانبرداری اور اطاعت جیسے مَنۡ اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحۡسِنٌ (البقرہ:113) (ترجمہ۔ جو بھی اپنا آپ خدا کے سپرد کر دے اور وہ احسان کرنے والا ہو) اور ان معنوں میں اپنے وقت کے تمام نبیوں اور اور ان کے سچے متبعین کو مسلمان کہا گیا ہے۔ جیسے فرمایا هُوَ سَمّٰكُمُ الۡمُسۡلِمِينَ مِنۡ قَبۡلُ وَفِي هٰذَا (الحج:79) (ترجمہ۔ اس (یعنی اللہ) نے تمہارا نام مسلمان رکھا (اس سے) پہلے بھی اور اس (قرآن) میں بھی) اور اصطلاحی معنوں میں بھی جیسے فرمایا إِنَّ الۡمُسۡلِمِينَ وَالۡمُسۡلِمَاتِ (الاحزاب:36) (ترجمہ۔ یقیناً مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں) رسول کریم ﷺ کے بعد صرف آپؐ کے ماننے والے اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔

سورۃ الحجرات میں اسلام اور ایمان کے فرق کو خوب کھولا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ ایک پہلو سے اسلام محض لفظی اظہار کا نام ہے اور ایمان دل کی کیفیت بیان کرتا ہے۔

قَالَتِ الۡاَعۡرَابُ آمَنَّا قُلۡ لَمۡ تُؤۡمِنُوا وَلٰكِنۡ قُولُوا أَسۡلَمۡنَا وَلَمَّا يَدۡخُلِ الۡإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمۡ.....(الحجرات:15) (ترجمہ۔ بادیہ نشین کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے۔ تو کہہ دے کہ تم ایمان نہیں لائے لیکن صرف اتنا کہا کرو کہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں۔ جبکہ ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا) اگلی آیت میں فرمایا إِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ ثُمَّ لَمۡ يَرۡتَابُوا (الحجرات:16) (ترجمہ۔ مومن وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر انہوں نے کبھی شک نہیں کیا) اس کے بعد جہاد کا ذکر ہے اگلی آیت میں فرمایا يَمُنُّونَ عَلَيۡكَ أَنۡ أَسۡلَمُوا قُلۡ لَا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسۡلَامَكُمۡ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيۡكُمۡ أَنۡ هَدَاكُمۡ لِلۡإِيمَانِ....(الحجرات:17) (ترجمہ۔ وہ تجھ پر احسان جتلاتے ہیں کہ وہ مسلمان ہو گئے ہیں۔ تو کہہ دے مجھ پر اپنے اسلام کا احسان نہ جتایا کرو بلکہ اللہ تم پر احسان کرتا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی طرف ہدایت دی) گویا دونوں کی بنیادی اکائی ایک ہی ہے اللہ اور رسول کی قبولیت کا زبانی اظہار اسلام ہے اور پھر یہ اسلام دلی کیفیت کے ساتھ مل کر ایمان میں تبدیل ہو جاتا ہے اس طرح پہلے مرحلہ میں اسلام اور ایمان ایک ہی چیز کے 2 نام ہیں۔ اسلام کے سچے اقرار کے بعد ایک شخص مؤمن کا نام پاتا ہے۔

قرآن سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ اسلام کے مقابل پر ایمان قلبی واردات کا نام ہے اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الۡاِيمَانَ (المجادلہ:23) (ترجمہ۔ یہی وہ (باغیرت) لوگ ہیں جن کے دل میں اللہ نے ایمان لکھ رکھا ہے) جو مسلسل ترقی پذیر رہتا ہے۔ اسی لئے قرآن میں ایمان میں بڑھنے اور بڑھانے کا ذکر کم از کم 9 بار ذکر ملتا ہے مثلاً۔ هُوَ الَّذِي أَنۡزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الۡمُؤۡمِنِينَ لِيَزۡدَادُوا إِيمَانًا مَعَ إِيمَانِهِمۡ (الفتح:5) (ترجمہ۔ وہی ہے جس نے مومنوں کے دلوں میں سکینت اتاری تا کہ وہ اپنے ایمان کے ساتھ ایمان میں مزید بڑھیں) فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتۡهُمۡ إِيمَانًا (التوبہ:124) (ترجمہ۔ پس وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں انہیں تو اس نے ایمان میں بڑھادیا) اسی طرح مؤمنوں کو یہ بھی کہا گیا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡٓا اٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ (النساء:137) یعنی اے مؤمنو! اللہ اور رسول پر ایمان لاؤ یعنی اپنے ایمان کو بڑھاتے چلے جاؤ۔

قرآن نے جہاں رسول اللہ ﷺ کی عالمگیر رسالت کا ذکر کیا ہے وہاں صرف ایمان باللہ اور اور ایمان بالرسول کا مطالبہ کیا ہے قُلۡ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَيۡكُمۡ جَمِيۡعًا ۔۔۔۔۔۔۔ فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهِ النَّبِيِّ الۡاُمِّيِّ الَّذِيۡ يُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوۡهُ لَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ (الاعراف:159) (ترجمہ۔ تو کہہ دے کہ اے انسانو! یقیناً میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔۔۔ پس ایمان لے آؤ اللہ پر اور اس کے رسول نبی امی پر جو اللہ پر اور اس کے کلمات پر ایمان رکھتا ہے اور اسی کی پیروی کرو تا کہ تم ہدایت پا جاؤ) اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيۡرًا ۙ﴿۹﴾ لِّتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَتُعَزِّرُوۡهُ وَتُوَقِّرُوۡهُ ؕ وَتُسَبِّحُوۡهُ بُكۡرَةً وَّاَصِيۡلًا ﴿۱۰﴾ (الفتح:9-10) (ترجمہ۔ یقیناً ہم نے تجھے ایک گواہ اور بشارت دینے والے اور ڈرانے والے کے طور پر بھیجا۔ تا کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کی تعظیم کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کرو) اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ (النور:63) (ترجمہ۔ سچے مومن تو وہی ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائیں) اٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَاَنۡفِقُوۡا مِمَّا جَعَلَكُمۡ مُّسۡتَخۡلَفِيۡنَ (الحدید:8) (ترجمہ۔ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور خرچ کرو اس میں سے جس میں اس نے تمہیں جانشین بنایا)

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ سارے قرآن میں مؤمنوں کو مخاطب کیا گیا ہے یا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا۔۔۔ کہہ کر 89 دفعہ خطاب کیا گیا ہے۔ نیز أَيُّهَ الۡمُؤۡمِنُونَ (النور:32) بھی کہا ہے۔ مگر کسی جگہ بھی مسلمانوں کو خطاب نہیں کیا گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے بہت بڑے دائرہ کے اندر ایمان کے متعدد دائرے ہیں نچلے درجہ سے اسلام شروع ہوتا ہے جس کے ساتھ ہی ایمان کی پہلی پرت کھلتی ہے اور یہی اسلام ایمان کی ساری پرتیں طے کرتے ہوئے اسلام کے آخری دائرہ میں پہنچ جاتا ہے۔ جس کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادۡخُلُوا فِي السِّلۡمِ كَافَّةً (البقرہ:209) (ترجمہ۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم سب کے سب اطاعت (کے دائرہ) میں داخل ہو جاؤ) اس میں ایمان والوں کو کلی طور پر اسلام میں داخل ہونے کا حکم ہے۔ اسی لئے رسول کریم ﷺ کو اَوَّلُ الۡمُسۡلِمِيۡنَ (الانعام:163) (ترجمہ۔ مسلمانوں میں سب سے اول) کہا گیا ہے یعنی آغاز میں بھی اول اور آخری بلند ترین درجہ میں بھی اول۔ سورۃ البقرہ کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے تمام ایمانیات کی تفصیل بھی بیان کر دی ہے اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡهِ مِنۡ رَّبِّهٖ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ (البقرہ:286) (ترجمہ۔ رسول اس پر ایمان لے آیا جو اس کے رب کی طرف سے اس کی طرف اتارا گیا اور مومن بھی۔ (ان میں سے) ہر ایک ایمان لے آیا اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر) اور سورۃ النساء میں ان کے انکار کا نام گمراہی رکھا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡٓا اٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَالۡكِتٰبِ الَّذِيۡ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوۡلِهٖ وَالۡكِتٰبِ الَّذِيۡۤ اَنۡزَلَ مِنۡ قَبۡلُ ؕ وَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيۡدًا ﴿۱۳۷﴾ (النساء:137) (ترجمہ۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور اس کتاب پر بھی جو اس نے اپنے رسول پر اتاری ہے اور اس کتاب پر بھی جو اس نے پہلے اتاری تھی۔ اور جو اللہ کا انکار کرے اور اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اس کے رسولوں کا اور یومِ آخر کا تو یقیناً وہ بہت ہی دُور کی گمراہی میں بھٹک چکا ہے۔)

قرآن کریم کی کئی آیات نیکو کاروں کی متعدد صفات اور مدارج کا ذکر کرتی ہیں اور نیکی کا آغاز ایمان سے کرتی ہیں مثلاً لَيۡسَ الۡبِرَّ اَنۡ تُوَلُّوۡا وُجُوۡهَكُمۡ قِبَلَ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِبِ وَلٰكِنَّ الۡبِرَّ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَالۡمَلٰٓئِكَةِ وَالۡكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ (البقرہ:178) (ترجمہ۔ نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے چہروں کو مشرق یا مغرب کی طرف پھیرو۔ بلکہ نیکی اسی کی ہے جو اللہ پر ایمان لائے اور یوم آخرت پر اور فرشتوں پر اور کتاب پر اور نبیوں پر) اس کے بعد نیک اعمال کا ذکر ہے۔ مندرجہ ذیل آیت میں بھی پہلے مسلمانوں اور پھر مومنوں کا ذکر کیا ہے اور پھر اعمال صالحہ کا۔ فرمایا۔ اِنَّ الۡمُسۡلِمِيۡنَ وَالۡمُسۡلِمٰتِ وَالۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ وَالۡقٰنِتِيۡنَ وَالۡقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيۡنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيۡنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالۡخٰشِعِيۡنَ وَالۡخٰشِعٰتِ وَالۡمُتَصَدِّقِيۡنَ وَالۡمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيۡنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالۡحٰفِظِيۡنَ فُرُوۡجَهُمۡ وَالۡحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيۡنَ اللّٰهَ كَثِيۡرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمۡ مَّغۡفِرَةً وَّاَجۡرًا عَظِيۡمًا ﴿۳۶﴾ (الاحزاب:36) (ترجمہ۔ یقیناً مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن

مرد اور مؤمن عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں، اللہ نے ان سب کے لئے مغفرت اور اجرِعظیم تیار کئے ہوئے ہیں)

قرآن میں مؤمنوں کی اور بھی بے شمار صفات بیان کی گئی ہیں اور أُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا(الانفال:5) (ترجمہ۔ یہی ہیں جو (کھرے اور) سچے مؤمن ہیں) یعنی حقیقی مؤمن کہہ کر ان کے کردار کی نشان دہی کی ہے پس قرآن کی روشنی میں ایک شخص محض اللہ اور رسول ﷺ کو قبول کر کے اسلام میں داخل ہو جاتا ہے اور اللہ اسے مسلمان کہلانے کا حق دیتا ہے۔ قرآن تو یہاں تک کہتا ہے کہ کوئی سلام بھی کرے تو اس کو غیرمؤمن نہ کہو لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا(النساء:95) (ترجمہ۔ جو تم پر سلام بھیجے اس سے یہ نہ کہا کرو کہ تو مؤمن نہیں ہے)

اسلام اور ایمان پر قرآن جو تسلی بخش روشنی ڈالتا ہے اس کی عملی تائید سنت رسول ﷺ کرتی ہے

2۔ رسول کریمؐ نے اپنے قول وفعل سے مسلمان کس کو کہا ہے؟

مجھے ہمیشہ تعجب ہوتا ہے کہ مسلمان کی جتنی بھی تعریفیں کی گئی ہیں وہ سب احادیث سے مستنبط ہیں جو مختلف پس منظر رکھتی ہیں اور بعض تعریفیں نہیں صفات ہیں۔تنبیہات ہیں۔ ان پر تعریف کا لفظ صادر نہیں آتا۔ ہمارا یہ مسئلہ سنت رسول حل کر دیتی ہے رسول اللہ ﷺ کے دور کی تاریخ واضح طور پر یہ بیان کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر لوگ کس طرح ایمان لاتے تھے اور کیسے مسلمان ہوتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کس بات کا اقرار کراتے تھے کیا تلقین فرماتے تھے اس لحاظ سے یہ ایک کھلی تاریخ ہے جو امت کو بہت سے جھگڑوں سے نجات دلا سکتی ہے۔

حضرت خدیجہؓ، ابو بکرؓ اور علیؓ کیسے ایمان لائے تھے؟ یاد رہے کہ اس وقت تک ابھی صرف سورۃ العلق کی ابتدائی آیات نازل ہوئی تھیں اور ان میں نبی یا رسول یا قرآن یا توحید کا کوئی لفظ نہیں تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں اور دشمنوں سب کی تفہیم یہ تھی کہ آپ نبی ہیں اور توحید کے منادی ہیں پہلی وحی کے بعد ورقہ بن نوفل سے جب رسول اللہ ﷺ کی پہلی ملاقات ہوئی تو ورقہ نے سارے حالات سن کر کہا وَالَّذِیْ نَفْسِی بِیَدِہٖ، إِنَّكَ لَنَبِیُّ هٰذِهِ الْأُمَّةِ (سیرۃ ابن ہشام باب خدیجۃ بَیْنَ یَدَیْ وَرَقَۃَ (1جلد صفحہ 238) ترجمہ۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے آپ ﷺ ضرور اس امت کے نبی ہونگے۔ اور حضرت خدیجہ نے بھی یہی کہا أَشْهَدُ أَنَّكَ نَبِیُّ هٰذِهِ الْأُمَّةِ (السیرۃ النبویۃ لابن کثیر جلد1 صفحہ 408) ترجمہ۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ ﷺ اس امت کے نبی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو دعوت اسلام دیتے ہوئے فرمایا۔ فأدعوك إلى الله وحده وإلى عبادته، وكفر باللات والعزى (سیرۃ ابن اسحاق السیر والمغازی صفحہ 137)

ترجمہ۔ میں تمہیں ایک اللہ کی عبادت کرنے اور لات وعزیٰ کا انکار کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔

حضرت محمد ﷺ کو نبی ماننے کا مطلب ہی توحید کا اقرار تھا۔ اور توحید ماننے کا مطلب محمد ﷺ کی نبوت کا اقرار تھا چنانچہ جن لوگوں نے اس دعویٰ کو قبول کر لیا وہ مسلم کہلائے اور انکار کرنے والے کافر۔ اور یہ تفریق نبوت کے پہلے دن سے ہوگئی۔ مسلمین اور کافر کا لفظ پہلی دفعہ سورۃ القلم (آیت 52، 36) میں آیا ہے جو نزول قرآن کی ترتیب سے دوسری سورۃ ہے رسول کا لفظ پہلی دفعہ سورۃ المزمل میں آیا ہے (آیت 16) جو نزول قرآن کی ترتیب سے تیسری سورۃ ہے۔

بعد میں جوں جوں قرآن مجید نازل ہوتا گیا اور مختلف صداقتوں مثلاً فرشتوں، نبیوں الٰہی کتب وغیرہ کا اضافہ ہوتا گیا نیز اعمال صالحہ کی تفصیل بیان ہوتی گئی تو وہ ایمانیات کا حصہ بنتی رہی۔ اسی لئے قرآن نے ہمیشہ ایمان کو اعمال صالحہ سے باندھا ہے اور 50 کے قریب آیات میں آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

مگر اسلام کی بنیادی شرائط اللہ اور رسول پر ایمان ہی ہیں۔ چنانچہ حضرت بلال کے تمام دکھوں کی وجہ آپ کا احد احد کہنا ہی تھا۔ کئی مکی صحابہ کو رسول اللہ ﷺ کی دعوت اسلام کا ذکر کرتے ہوئے سیرت کی کتب میں لکھا ہے قرأ علیهم القرآن، فأسلموا وشهدوا أنه على هدى ونور۔ (سیرۃ ابن اسحاق السیر والمغازی صفحہ:143) ترجمہ۔ آپ ﷺ نے ان پر قرآن پڑھا تو انہوں نے اسلام قبول کیا اور گواہی دی کہ وہ ہدایت اور نور ہے۔

ابتدائی مسلمانوں کے بعد 6 نبوی میں حضرت عمرؓ اسلام لائے جب ان کا دل اسلام کی طرف مائل ہوا تو انہوں نے اپنی مسلمان بہن اور بہنوئی سے پوچھا کہ اسلام کیسے قبول کیا جاتا ہے تو انہوں نے کہا تَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ترجمہ۔ تم گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور یہ کہ محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ اور یہی فقرات انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے دہرائے۔

(سیرۃ ابن اسحاق السیر والمغازی صفحہ 183، 184)

رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا حضرت ابو طالب کو دعوت اسلام دیتے ہوئے فرمایا أَيْ عَمِّ، قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، كَلِمَةً أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ (صحیح البخاری کتاب مناقب الانصار باب قصة ابی طالب حدیث نمبر 3884) ترجمہ۔ اے میرے چچا! ایک مرتبہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہہ دیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور میں آپ کے حق میں اس کلمہ کو پیش کروں۔

رسول اللہ ﷺ کا یہی پیغام حج کے موقع پر بھی ہوتا تھا ایک صحابی حضرت ربیعہ اسلمیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اسلام لانے سے پہلے رسول اللہ ﷺ کو حج کے موسم میں قائم ہونے والے بازاروں میں یہ کہتے ہوئے سنا۔ أَيُّهَا النَّاسُ قُولُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوا۔ ترجمہ۔ اے لوگو! اس بات کا اقرار کرو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں تو تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ اور آپ کے پیچھے ابو لہب تھا جو کہتا تھا لوگو اس کی بات نہ سنو

(مسند احمد جلد 25 صفحہ 405 حدیث نمبر 16023)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک شخص کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور فرمایا يَا خَالُ قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ....قَالَ:فَخَيْرٌ لِي أَنْ أَقُولَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:نعم (السیرۃ النبویۃ لابن کثیر جلد 2 صفحہ 189)

ترجمہ۔ اے خال! تم کہو لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔ اس نے کہا اگر میں لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہوں کو میرے لئے خیر ہوگی۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا! ہاں۔

حضرت ثمامہ بن اثالؓ نے جب اسلام قبول کیا تو کہا فقال: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صحیح البخاری کتاب المغازی باب وفد بنی حنیفہ حدیث نمبر 4372) ترجمہ۔ آپ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

حضرت جریر کہتے ہیں کہ میں نے ان باتوں پر بیعت کی بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ ترجمہ۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی اس بات پر بیعت کی کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

نبوت کے 11 ویں سال مدینہ کے 12۔ آدمیوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی اس واقعہ کو بیعت عقبہ اولیٰ کہا جاتا ہے جن الفاظ میں رسول اللہ ﷺ نے بیعت لی وہ صحابہ کے الفاظ میں محفوظ ہیں۔ بَايِعُونِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقُوا، وَلَا تَزْنُوا، وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ، وَلَا تَعْصُوا فِي مَعْرُوفٍ (صحیح البخاری کتاب الایمان باب علامۃ الایمان حدیث نمبر 18) ترجمہ۔ مجھ سے بیعت کرو اس بات پر کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے۔ نہ ہی چوری کرو گے نہ زنا اور نہ ہی اولاد کو قتل کرو گے اور تم دیدہ دانستہ بہتان نہیں باندھو گے۔ اور نہ بھلی بات میں تم نافرمانی کرو گے۔

یہ الفاظ قرآن کی سورۃ الممتحنہ میں ہیں جو بعد میں مدینہ میں نازل ہوئی يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ (الممتحنۃ:13) شاید یہ الفاظ وحی خفی کے طور پر پہلے نازل ہو چکے تھے۔ اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ بنیادی اقرار توحید و رسالت کا ہے اس کے بعد اعمال صالحہ کا ذکر ہے

اس آیت سے 2 آیات پہلے مومنات مہاجرات کے امتحان کا بھی ذکر ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ (الممتحنۃ:11) (ترجمہ۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں مہاجر ہونے کی حالت میں آئیں تو ان کا امتحان لے لیا کرو۔ اللہ ان کے ایمان کو سب سے زیادہ جانتا ہے) یہ امتحان کیسے لیا جاتا تھا حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں كان امتحانهن أن يشهدن أن لا إله إلا الله وأن محمدا عبده ورسوله (تفسیر طبری جلد 23 صفحہ 328) ترجمہ۔ ان کا امتحان اس طرح ہوتا تھا کہ وہ گواہی دیتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔

یاد رہے کہ قرآن مجید میں کلمہ طیبہ کا اکٹھا ذکر نہیں ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الگ ہے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ الگ۔ مگر مسلمان ہونے کے لیے رسولِ کریمؐ اسی کا اقرار کراتے تھے کہیں صرف یہ کلمہ طیبہ ہے اور کہیں اس کے ساتھ اَشْھَدُ کے الفاظ ہیں یعنی میں گواہی دیتا ہوں۔ مضمون ایک ہی ہے۔ غالباً وحی خفی سے یہ الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمائے ہیں۔ اور اس سے بہتر کلمات ہو بھی نہیں سکتے۔

ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اُکْتُبُوا لِي مَنْ تَلَفَّظَ بِالْإِسْلَامِ مِنَ النَّاسِ فَكَتَبْنَا لَهُ أَلْفًا وَخَمْسَ مِائَةِ رَجُلٍ (صحیح البخاری کتاب الجہاد باب کتابۃ الامام الناس حدیث نمبر 3060) ترجمہ۔ جن لوگوں نے اسلام کا زبان سے اقرار کیا ہے ان کے نام مجھے لکھ دو اور ہم نے ڈیڑھ ہزار مردوں کے نام لکھ کر آپ ﷺ کو دیئے۔

کچھ علما کا خیال ہے کہ یہ واقعہ جنگ احد کا ہے اور بعض کے خیال میں حدیبیہ کا ہے (فتح الباری شرح صحیح بخاری) اس سے واضح ہے کہ جو اپنے آپ کو منہ سے مسلمان کہتا ہے وہ ہمارے نزدیک مسلمان ہے۔

ایک صحابی نے جنگ میں ایک ایسے دشمن کو قتل کر دیا جس نے موت کے خوف سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ دیا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ قیامت کے دن خدا کو کیا جواب دو گے۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب بعث النبی اسامہ حدیث نمبر 4269)

ایک اور صحابی نے پوچھا کہ اگر جنگ میں دشمن میرا ہاتھ کاٹ دے اور پھر میرے وار سے بچنے کے لیے دشمن اَسْلَمْتُ لِلّٰہِ کہہ دے کیا میں اسے قتل کر دوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام لانے کے بعد وہ مسلمان ہو کر مرے گا اور تو کافر ہو جائے گا۔ لَا تَقْتُلْهُ، فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ، وَإِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ كَلِمَتَهُ الَّتِي قَالَ (صحیح البخاری کتاب المغازی غزوہ بدر حدیث نمبر 4019) ترجمہ۔ اسے قتل نہ کرو کیونکہ اگر تم نے اسے قتل کر دیا تو وہ تمہارے اس درجہ پر ہو جائے گا جو تم کو اس کے قتل کرنے سے پہلے حاصل تھا اور تم اس کے درجہ پر ہو جاؤ گے جو اس کو اس کلمہ کے کہنے سے پہلے حاصل تھا جس کو اس نے کہا۔

حضرت سعد بن معاذ مدینہ میں اسلام لائے تو اپنے قبیلے سے کہا کہ جب تک تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہیں لاتے تم سے بات کرنا میرے لئے حرام ہے ان کی پارسائی کا اتنا اثر تھا کہ اسی روز ان کا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔

(سیرت ابن کثیر جلد 2 صفحہ 184)

مدینہ میں حضرت عبد اللہ بن سلامؓ حاضر ہوئے اور کہا أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ حَقًّا (عیون الاثر جلد 1 صفحہ 238) ترجمہ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذؓ بن جبل کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو فرمایا اُدْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ (صحیح البخاری کتاب الزکوٰۃ باب وجوب الزکوٰۃ حدیث نمبر 1395) ترجمہ۔ انہیں اس شہادت کی طرف دعوت دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

فتح مکہ کے موقع پر ہزاروں لوگ مسلمان ہوئے وہ بھی صرف توحید ورسالت کے اقرار سے ہوئے تھے۔

الغرض قرآن کی واضح ہدایات اور سنت رسول اور حدیث و تاریخ اسلام سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ مسلم کہلانے کے لئے اللہ اور رسول ﷺ پر ایمان کا اقرار ہی کافی ہے باقی سب ایمان کے درجات اور مراتب ہیں جس قدر کوئی اعمال صالحہ میں ترقی کرے گا وہ ایمان میں بڑھتا چلا جائے گا اور کسی عمل کی کمی کی وجہ سے اسے کمزور ایمان تو کہا جا سکتا ہے اسے غیر مسلم یا کافر نہیں کہا جائے گا بلکہ اس کا کوئی ایسا قول یا عمل جس کے ذریعہ وہ اپنے اسلام کا اظہار کرنا چاہتا ہو اسے بھی قبول کیا جائے گا جیسے سلام کرنے کا ذکر گزر چکا ہے۔

ایک جنگ میں دشمنوں نے ہتھیار ڈالتے ہوئے اَسْلَمْنَا (ترجمہ۔ ہم نے اسلام قبول کیا) کی بجائے صَبَأْنَا صَبَأْنَا (ترجمہ۔ ہم نے اپنا دین بدل ڈالا۔ ہم نے اپنا دین بدل ڈالا) کے الفاظ کہہ دیئے مگر حضرت خالد نے ان کی بدنیتی پر محمول کر کے لڑائی جاری رکھی تو رسول اللہ ﷺ نے ان پر ناراضگی فرمائی۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی غزوہ بعث النبی خالد حدیث نمبر 4339)

جنگ کے دوران اگر کہیں سے اذان کی آواز آتی تو رسول اللہ اس قوم پر حملہ نہ کرتے فَإِنْ سَمِعَ أَذَانًا كَفَّ عَنْهُمْ، وَإِنْ لَمْ يَسْمَعْ أَذَانًا أَغَارَ عَلَيْهِمْ (صحیح البخاری کتاب الاذان باب ما یحقن بالاذان من الدماء حدیث نمبر 610) (ترجمہ۔ اگر آپ ﷺ اذان سنتے تو ان سے رک جاتے۔ اگر اذان نہ سنتے تو ان پر حملہ کر دیتے) اذان بھی توحید ورسالت پر ہی مشتمل ہے۔

رسول کریم ﷺ نے متعدد جگہوں پر اسلام لانے کے بعد مسلمانوں کے حقوق و فرائض کا ذکر کیا ہے ان کی مختلف صفات بیان فرمائی ہیں بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالْحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ (صحیح البخاری کتاب الایمان باب بنی الاسلام علی خمس حدیث نمبر 8) (ترجمہ۔ اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر رکھی گئی ہے۔ یہ اقرار کرنا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور نماز کو سنوار کر ادا کرنا اور زکوٰۃ دینا اور حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا) ظاہر ہے کلمہ طیبہ کے بعد نیک اعمال کا ذکر ہے مشہور حدیث جبریل کے مطابق حضرت جبریل نے رسول کریم ﷺ سے پوچھا مَا الْإِسْلَامُ؟ قَالَ: الْإِسْلَامُ: أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ، وَلَا تُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا۔ (ترجمہ۔ اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت کرے اور اس کا شریک نہ ٹھہرائے) اس کے بعد نماز، روزہ اور زکوٰۃ کا ذکر ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الایمان باب سوال جبریل حدیث نمبر 50)

اسی طرح فرمایا

مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا، وَأَكَلَ ذَبِيحَتَنَا فَذَلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِي لَهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ، فَلَا تُخْفِرُوا اللّٰهَ فِي ذِمَّتِهِ (صحیح البخاری کتاب الصلوۃ باب فضل استقبال القبلۃ باب حدیث نمبر 391) (ترجمہ۔ جو شخص ہماری نماز کی طرح نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے اور ہمارا ذبح کردہ جانور کھائے۔ پس یہ وہ مسلمان ہے جس کے لئے اللہ کی امان ہے اور اس کے رسول (ﷺ) کی امان ہے۔ سو اللہ سے عہد شکنی مت کرو اس امان کے متعلق جو اس نے دی ہے)

یہ سب مسلمان کی مختلف علامات ہیں۔ ایک خصوصیت یہ بھی ہے۔ الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ (صحیح البخاری کتاب الایمان باب بنی الاسلام علی خمس حدیث نمبر 10) (ترجمہ۔ اصل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان سلامتی میں رہیں) پوچھا گیا أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ فَقَالَ: إِيمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ (صحیح البخاری کتاب الایمان باب الایمان ھو العمل حدیث نمبر 26) (ترجمہ۔ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا)

اسی طرح رسول کریم ﷺ نے بعض ایسی ناپسندیدہ باتوں کا بھی ذکر کیا جن کے حاملین سے آپ نے لاتعلقی کا اظہار فرمایا۔ مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا (مسند الدارمی کتاب البیوع باب فی النھی عن الغش حدیث نمبر 2583) (ترجمہ۔ جو ہمیں دھوکہ دے اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں) سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ (صحیح البخاری کتاب الایمان باب خوف المؤمن حدیث نمبر 48) (ترجمہ۔ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے)

مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ فَقَدْ كَفَرَ (صحیح ابن حبان جلد 4 صفحہ 323) (ترجمہ۔ جس نے نماز کو ترک کیا اس نے کفر کیا) مگر کبھی بھی رسول اللہ ﷺ نے ان کو عالم اسلام سے باہر قرار نہیں دیا اور امت مسلمہ کا تعامل بھی یہی ہے کہ کسی فرقہ نے اپنے بے نمازی یا دھوکہ باز کو باہر نہیں نکالا۔ اس کی مثال بہت آسان ہے کسی بھی ادارے مثلاً یونیورسٹی میں طالب علم بنیادی شرائط پوری کر کے داخل ہوتا ہے داخلہ کے بعد تعلیم بنیادی فرض ہے لیکن اس کے علاوہ بھی طالب علم سے بہت سی توقعات ہوتی ہیں اچھے کردار کا مظاہرہ کرے ڈسپلن کی پابندی کرے کھیلوں اور دیگر غیر نصابی سرگرمیوں میں شامل ہو۔ نیک نامی کا موجب ہو۔ ان سب کو فرائض۔ واجبات مستحبات اور نوافل میں شمار کیا جا سکتا ہے وہ اعلیٰ اور ادنیٰ طالب علم ہو سکتا ہے مگر وہ اس ادارہ کا ممبر ضرور ہے۔

کیا ہی اچھا ہو کہ عالم اسلام اختلافات کی جنگ میں الجھنے کی بجائے قدر واحد پر اکٹھا ہو۔ مسلمان ہونے کے لئے رسول اللہ ﷺ صرف اللہ اور رسول پر ایمان لانے کی تلقین کرتے تھے سارے صحابہ اسی طرح مسلمان ہوئے تھے تو ہم کیوں نہیں ہو سکتے۔ کسی کو دین میں اضافہ کی کیا ضرورت ہے یا کیا حق ہے۔ اگر اس بات پر سب فرقے اکٹھے ہو جائیں کہ جو اللہ اور رسول ﷺ پر ایمان لاتا ہے اور اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے وہ مسلمان ہے اس کے بعد اس کا اور خدا کا معاملہ ہے۔ تو کتنے ہی مسلمان گویا نئے سرے سے اسلام میں داخل ہو جائیں گے اور عالم اسلام کتنی بڑی طاقت بن کر ابھرے گا۔ مگر آخری اور بڑا سوال یہ کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ واقعی آسان نہیں۔ مذہب کو اصلی اور سچی بنیادوں پر قائم کرنا، ٹوٹے دلوں کو جوڑنا اور باہمی دشمنیوں کو ختم کرنا کسی عالم، فلاسفر او دانشور کا کام نہیں سنت اللہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام صرف اور صرف خدا کے ماموری کر سکتے ہیں۔

ارسلان احمد منور

لَّا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الۡمُطَهَّرُوۡنَ

لَّا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الۡمُطَهَّرُوۡنَ

(الواقعہ: 80)

کوئی اسے چھو نہیں سکتا سوائے پاک کئے ہوئے لوگوں کے۔

(از خلیفۃ المسیح الرابع)

اس (قرآن) کی حقیقت وہی لوگ پاتے ہیں جو مطہر ہوتے ہیں۔

(از تفسیر صغیر)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

اس جگہ اللہ جل شانہٗ نے مواقع النجوم کی قسم کھا کر اس طرف اشارہ کیا کہ جیسے ستارے نہایت بلندی کی وجہ سے نقطوں کی طرح نظر آتے ہیں مگر وہ اصل میں نقطوں کی طرح نہیں بلکہ بہت بڑے ہیں ایسا ہی قرآن کریم اپنی نہایت بلندی اور علو شان کی وجہ سے کم نظروں کے آنکھوں سے مخفی ہے اور جن کی غبار دور ہو جاوے وہ ان کو دیکھتے ہیں اور اس آیت میں اللہ جل شانہٗ نے قرآن کریم کے دقائق عالیہ کی طرف بھی اشارہ فرمایا ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص بندوں سے مخصوص ہیں جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے پاک کرتا ہے اور یہ اعتراض نہیں ہوسکتا کہ اگر علم قرآن مخصوص بندوں سے خاص کیا گیا ہے تو دوسروں سے نافرمانی کی حالت میں کیونکر مواخذہ ہوگا کیونکہ قرآن کریم کی وہ تعلیم جو مدار ایمان ہے وہ عام فہم ہے جس کو ایک کافر بھی سمجھ سکتا ہے اور ایسی نہیں ہے کہ کسی پڑھنے والے سے مخفی رہ سکے اور اگر وہ عام فہم نہ ہوتی تو کارخانہ تبلیغ ناقص رہ جاتا۔ مگر حقائق و معارف چونکہ مدار ایمان نہیں صرف زیادت عرفان کے موجب ہیں اس لئے صرف خواص کو اس کوچہ میں راہ دیا کیونکہ وہ دراصل مواہب اور روحانی نعمتیں ہیں جو ایمان کے بعد کامل الایمان لوگوں کو ملا کرتی ہیں۔

(کرامات الصادقین، روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 53)

پھر آپؑ فرماتے ہیں۔

قرآن کریم کو کھول کر دیکھو کتنے مقام میں اس مضمون کی آیتیں ہیں کہ یُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَةَ یعنی وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن اور قرآنی حکمت لوگوں کو سکھلاتا ہے اور پھر ایک جگہ اور فرماتا ہے لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الۡمُطَهَّرُوۡنَ یعنی قرآن کے حقائق و دقائق ان ہی پر کھلتے ہیں جو پاک کئے گئے ہیں۔ پس ان آیات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کے سمجھنے کے لئے ایک ایسے معلم کی ضرورت ہے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پاک کیا ہو اگر قرآن کے سیکھنے کے لئے معلم کی حاجت نہ ہوتی تو ابتدائے زمانہ میں بھی نہ ہوتی اور یہ کہنا کہ ابتدا میں تو حل مشکلات قرآن کے لیے ایک معلم کی ضرورت تھی لیکن جب حل ہوگئیں تو اب کیا ضرورت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حل شدہ بھی ایک مدت کے بعد پھر قابل حل ہو جاتی ہیں ماسوا اس کے امت کو ہر ایک زمانہ میں نئی مشکلات بھی تو پیش آتی ہے اور قرآن جامع جمیع علوم تو ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ ایک ہی زمانہ میں اس کے تمام علوم ظاہر ہو جائیں بلکہ جیسی جیسی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے ویسے ویسے قرآنی علوم کھلتے ہیں اور ہر یک زمانہ کی مشکلات کے مناسب حال ان مشکلات کو حل کرنے والے روحانی معلم بھیجے جاتے ہیں جو وارث رسل ہوتے ہیں اور ظلی طور پر رسولوں کے کمالات کو پاتے ہیں۔ اور جس مجدد کی کارروائیاں کسی ایک رسول کی منصبی کارروائیوں سے شدید مشابہت رکھتی ہیں وہ عند اللہ اس رسول کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 348)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

ثابت ہوتا ہے کہ زمانہ پاک میں اس (قرآن مجید) کے نسخے موجود تھے۔ اسی واسطے فرمایا لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الۡمُطَهَّرُوۡنَ کیا مشہور قصہ ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے تو اس وقت آپ نے اپنی بہن کے پاس سے بیسویں سورۃ کی نقل لینی چاہی۔

(نور الدین طبع سوم 235)

کوئی فرماں برداری بدون فرمان کے نہیں ہوسکتی۔ اور کوئی فرمان اس وقت تک عمل کے نیچے نہیں آتا۔ جب تک کہ اس کی سمجھ نہ ہو۔ پھر اس فرمان کے سمجھنے کے لیے کسی معلم کی ضرورت ہے اور الٰہی فرمان کی سمجھ بدوں کسی مزکی اور مطہر القلب کے کسی کو نہیں آتی۔ کیونکہ لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الۡمُطَهَّرُوۡنَ خدا تعالیٰ کا حکم ہے پس کیسی ضرورت ہے امام کی، کسی مزکی کی۔ میں تمہیں اپنی بات سناؤں۔ تمہارا کنبہ ہے۔ میرا بھی ہے تمہیں ضرورتیں ہیں۔ مجھے بھی آئے دن اور ضرورتوں کے علاوہ کتابوں کا جنون لگا رہتا ہے۔ مگر اس پر بھی تم کو وقت نہیں ملتا۔ کہ یہاں آؤ۔ موقع نہیں ملتا کہ پاس بیٹھنے سے کیا انوار ملتے ہیں۔ فرصت نہیں۔ رخصت نہیں سنو تم سب سے زیادہ کمانے کا ڈھب بھی مجھے آتا ہے۔ شہروں میں رہوں۔ تو بہت سا روپیہ کما سکتا ہوں مگر ضرورت محسوس ہوتی ہے بیمار کو ظَهَرَ الۡفَسَادُ فِی الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ کا زمانہ ہے۔ میرے لیے یہاں سے ایک دم بھی باہر جانا موت کے برابر معلوم ہوتا ہے۔ تم شاید دیکھتے ہو گے کہ یہاں کھیت لہلہا رہے ہیں دنیا اپنے کاروبار میں اسی طرح مصروف ہے۔ مگر میرا ایک دوست لکھتا ہے کہ وبا کے باعث گاؤں کے گاؤں خالی ہو گئے ہیں۔

بے فکر ہو کر مت بیٹھو۔ خدا کے دردناک عذاب کا پتہ نہیں۔ کس وقت آپڑے۔ غرض تو اس وقت سخت ضرورت ہے اس امر کی کہ تم اس شخص کے پاس بار بار آؤ۔ جو دنیا کی اصلاح کے واسطے آیا ہے۔

تم نے دیکھ لیا ہے۔ کہ جو شخص اس زمانے میں خدا کی طرف سے آیا ہے۔ وہ اَبۡکَمۡ نہیں ہے بلکہ علی وجہ البصیرت تمہیں بلاتا ہے۔ تم چاہتے ہو کہ اشتہاروں اور کتابوں ہی کو پڑھ کر اٹھا لو۔ اور انہیں ہی کافی سمجھو۔ میں سچ کہتا ہوں میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہرگز نہیں! کیا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے بے فائدہ اپنے وطنوں اور عزیز و اقارب کو چھوڑا تھا۔ پھر تم کیوں اس ضرورت کو محسوس نہیں کرتے۔ کیا تم ہم کو نادان سمجھتے ہو جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں؟ کیا ہماری ضرورتیں نہیں؟ کیا ہم کو روپیہ کمانا نہیں آتا؟ پھر یہاں سے ایک گھنٹہ غیر حاضری بھی کیوں موت معلوم ہوتی ہے؟ شاید اس لئے کہ میری بیماری بڑی ہوئی ہو؟ دعاؤں سے فائدہ پہنچ جاوے تو پہنچ جاوے! مگر صحبت میں نہ رہنے سے تو کچھ فائدہ نہیں ہوسکتا! مختلف اوقات میں آنا چاہیے! بعض دن ہنسی ہی میں گزر جاتا ہے اس لیے وہ شخص جو اسی دن آ کر چلا گیا۔ وہ کیا فائدہ اٹھا سکتا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب عورتوں میں بیٹھے ہوئے قصہ کر رہے ہوں گے اس وقت جو عورت آئی ہو گی۔ تو حیران ہی ہو کر گئی ہو گی۔ غرض میرا مقصد یہ ہے کہ میں تمہیں توجہ دلاؤں کہ تم یہاں بار بار آؤ اور مختلف اوقات میں آؤ۔

(الحکم 15 اپریل 1901 صفحہ 3)

حضرت امام شافعی کا ایک شعر ہے

فَاِنَّ الۡعِلۡمَ نُوۡرٌ مِنۡ اِلٰهٍ
وَنُوۡرُ اللّٰهِ لَا یُعۡطٰی لِعَاصِیۡ

یہ دراصل تفسیر ہے۔ لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الۡمُطَهَّرُوۡنَ کی۔ پس قرآن مجید کے غوامض کی تہ کو پہنچنے اور معضلات مسائل کے حل کے لیے پاک زندگی اور مطہر قلب ہونا چاہیے۔ ایک معمولی مہمان کے لیے مکان صاف کیا جاتا ہے۔ اور حتی الوسع کوئی ناپاکی و گندگی نہیں رہنے دی جاتی۔ تو خدا کے کلام کے معانی کے نزول کے لیے ایک مصفی دل کی کیوں ضرورت نہ ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معاملہ میں اگر لوگ اس اصل پر چلتے تو کبھی دھوکا نہ کھاتے اور نہ مستوجب وعید ہوتے۔ چاہیے تھا کہ وہ خدا کے حضور رو رو کر عرض کرتے کہ الٰہی ہم پر حق کھل جائے۔ استغفار کرتے صدقہ وخیرات دیتے اور پاک زندگی اختیار کرتے۔ انسان جو برے کام کرتا ہے۔ ان کی ابتداء ان وسوسوں سے ہوتی ہے۔ جو سینے میں اٹھتے ہیں۔ ان کا علاج یہ ہے۔ کہ جب ایسے خیالات کا سلسلہ اٹھنے لگے۔ تو اس جگہ کو بدل کر باہر چلا جائے۔ کسی سے باتوں میں لگ جائے۔ موت کو یاد کرے۔ ایک مشغلہ میں اگر یہ سلسلہ نہ ٹوٹے تو دوسرا مشغلہ اختیار کرے۔ تنہا نہ رہے۔ قرآن مجید کی تلاوت شروع کر دے۔ عام طور پر لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بہت پڑھے۔ الحمدللہ پڑھے۔ استغفار کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ لَاحَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کا ورد کرے۔

(حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 47-49 زیر آیت لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الۡمُطَهَّرُوۡنَ)

اس جگہ مس کا لفظ ہے جس کے معنی چھونے کے ہیں لیکن محاورہ میں چھونے کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ کسی مضمون کی طرف انسان کا اتنا میلان ہو کہ اس کی باریکیاں اس پر ظاہر ہونے لگ جائیں جیسے اردو میں بھی کہتے ہیں کہ فلاں شخص کو تاریخ سے مس نہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ تاریخ کا کوئی ایک مسئلہ بھی اسے معلوم نہیں، بلکہ مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کا دل تاریخ کی طرف اتنا راغب نہیں کہ تاریخ کے تمام باریک مسائل اس پر روشن ہو جائیں۔ اسی طرح آیت کا یہ مطلب ہے کہ قرآن کریم کے علوم ایسے لوگوں پر ہی کھلتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک پاک قرار دیئے جاتے ہیں نہ کہ انسانوں کے نزدیک۔ ورنہ خدا تو جن کو بزرگ بنا کر بھیجتا ہے انسان ان پر اعتراض کرتے ہی رہتے ہیں۔ مثلاً رسول کریمؐ پر عیسائی آج تک اعتراض کر رہے ہیں۔ اسی طرح محمد رسولؐ اللہ کے بعد جو بزرگ ہوئے ان پر بھی بعض لوگ آج تک اعتراض کرتے چلے آرہے ہیں۔

(تفسیر صغیر نوٹ زیر آیت لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الۡمُطَهَّرُوۡنَ)

رپورٹ: عبدالنور۔ نمائندہ الفضل آن لائن آئیوری کوسٹ

ریجنل جلسہ سالانہ بسم، آئیوری کوسٹ

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ریجن بسم (Bassam) آئیوری کوسٹ کو اپنا سالانہ ریجنل جلسہ مؤرخہ 05 مارچ 2022ء بروز اتوار منعقد کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ جلسہ کے پروگرامز کے انعقاد کے لئے ریجنل مشنری مکرم سورو الحسن صاحب کی زیر نگرانی کمیٹی بنائی گئی۔ جلسہ سے ایک روز قبل بروز ہفتہ ہی جلسہ گاہ میں تیاریوں کا آغاز کر دیا گیا نیز آمدہ مہمانان کو خوش آمدید کہنے کے ساتھ ساتھ شعبہ تجنید نے تجنید کے کام کا آغاز بھی کر دیا۔ بروز ہفتہ نماز مغرب و عشاء کی ادائیگی وطعام کے بعد سوال وجواب کی نشست رکھی گئی۔

جلسہ کے دن کا باقاعدہ آغاز بروز اتوار نماز تہجد کے ساتھ ہوا۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد مکرم سومارو ہارون صاحب معلم سلسلہ نے اسلام میں نماز کی اہمیت کے عنوان سے درس دیا بعد ازاں حاضرین جلسہ کو ناشتہ پیش کیا گیا۔ مکرم امیر ومشنری انچارج آئیوری کوسٹ عبدالقیوم پاشا صاحب مرکزی وفد کے ہمراہ بروز اتوار مقام جلسہ تشریف لائے۔ جلسہ کے پروگرام کا باقاعدہ آغاز صبح ساڑھے نو بجے امیر صاحب نے لوائے احمدیت لہرانے کے ساتھ کیا۔ تلاوت قرآن کریم کی سعادت مکرم یحیٰ جیارا صاحب (Yaya Djiara) معلم سلسلہ نے حاصل کی بعد ازاں فرینچ زبان میں ترجمہ بھی پیش کیا۔ تلاوت کے بعد مکرم زکریا سنگھارے صاحب (Sanghare Zakariya) معلم سلسلہ نے نظم پڑھی۔ مقامی روایات کے مطابق صدر جماعت تراؤرے مصطفیٰ صاحب (Traore Moustafa) نے حاضرین جلسہ کو خوش آمدید کہا۔ بعد ازاں جلسہ کی تقاریر کا آغاز ہوا۔ مکرم شمس الدین (Traore Shamsoudeen) صاحب معلم سلسلہ نے آمد وصداقت مسیح موعودؑ کے عنوان سے تقریر کی جس کے بعد دوسری تقریر مکرم سورو الحسن صاحب (Soro Allassane) ریجنل مبلغ سلسلہ بسم نے بعنوان آنحضرت ﷺ بطور رحمت اللعالمین کی۔ مکرم جیارا یحیٰ صاحب (Diarra Yaya) معلم سلسلہ نے بعد ازاں جماعت میں مالی قربانی کی اہمیت کے عنوان سے تقریر کی۔ جلسہ کی اختتامی تقریر مکرم ومحترم امیر ومشنری انچارج آئیوری کوسٹ صاحب نے بعنوان نظام خلافت کی اہمیت کی۔

بفضل اللہ تعالیٰ امسال ریجنل جلسہ بسم کی کل حاضری 1600 افراد پر مشتمل تھی۔ ریجن کی 21 جماعتوں کی نمائندگی جلسہ میں رہی جس میں کئی ایک لوکل غیر از جماعت امام، سیاسی شخصیات، اور مختلف گاؤں کے شیف بھی شامل تھے۔ جلسہ کے پروگرام کی براہ راست کاروائی بذریعہ فیس بک بھی آن ایئر کی جاتی رہی جبکہ آن لائن ٹی وی Samo24 اور ریڈیو Radio Bassam پر بھی لائیو جلسہ سنوائے جانے کا انتظام بھی موجود رہا۔ نیز سوشل میڈیا کے دیگر ذرائع کے ذریعے بھی جلسہ کی کاروائی سے لوگوں کو آگاہ کیا جاتا رہا۔ ایم ٹی اے آئیوری کوسٹ کی ٹیم نے بھی جلسہ کی ریکارڈنگ کی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس جلسہ کے دوررس اثرات مرتب کرے نیز جماعت احمدیہ بسم کے اموال ونفوس میں برکت عطا کرے اور ہمیشہ خلافت اور نظام جماعت کے ساتھ جوڑے رکھے اور ایمان وایقان میں جلا بخشے۔ آمین

رپورٹ: خالد سیف اللہ۔ سیکریٹری تربیت و وقف جدید Ewell برطانیہ

جلسہ یومِ خلافت وعید ملن پارٹی

خدا تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 29 مئی 2022 بروز اتوار جماعت احمدیہ Ewell کو جلسہ یومِ خلافت وعید ملن پارٹی منعقد کرنے کا موقع ملا۔ COVID19 کے بعد یہ پہلا پروگرام In Person منعقد کیا گیا۔ پروگرام کے لئے ایک پرائیویٹ ہال بک کرایا گیا جس میں مرد و خواتین کے بیٹھنے کے لئے علیحدہ علیحدہ انتظام کیا گیا تھا۔

اس پروگرام میں مکرم ومحترم نثار احمد آرچرڈ صاحب نیشنل سیکریٹری تربیت یوکے نے بطور مہمان خصوصی شرکت کی۔

ایجنڈا کے مطابق پروگرام کا آغاز ایک طفل کی قرآنِ کریم کی تلاوت سے ہوا۔

پھر ایک اور طفل نے تلاوت کردہ آیات کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔

اسکے بعد یومِ خلافت کی مناسبت سے ایک طفل نے خوش الحانی سے نظم پڑھی۔

یومِ خلافت کی مناسبت سے مکرم ومحترم نثار احمد آرچرڈ صاحب نے نہایت ہی مؤثر انداز میں ''اِطاعتِ خلافت'' کے موضوع پر جامع تقریر کی۔

بعد ازاں مکرم صدر صاحب Ewell جماعت نے ''خلافت'' کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ اس کے بعد مکرم سیکریٹری صاحب تربیت Ewell جماعت نے ''خلافت کی اہمیت'' کے موضوع پر اُردو میں تقریر کی۔

اِس پروگرام کی ایک خاص بات یہ بھی تھی کہ اِس میں اُن تمام انصار، خدام، اطفال، لجنہ اور ناصرات جنہوں نے رمضان المبارک میں قرآنِ کریم کی تلاوت کا ایک دور مکمل کیا تھا انعام کے طور پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب ''دیباچہ تفسیر القرآن'' دی گئی۔

تقسیم انعامات کے بعد محفلِ سوال وجواب منعقد ہوئی جس میں محترم نثار احمد آرچرڈ صاحب اور محترم صدر صاحب Ewell جماعت نے تمام سوالات کے تفصیلی جوابات دیئے۔

دُعا کے بعد تمام حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ اس پروگرام میں 130 احباب جماعت نے شرکت کی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ پروگرام بہت کامیاب رہا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

اسی طرح مرکزی ہدایت کے مطابق جماعت احمدیہ Ewell نے مورخہ 3 جون 2022ء کو ''ملکہ برطانیہ کی پلاٹینم جوبلی'' کی تقریب کے سلسلہ میں مقامی کرکٹ گراونڈ میں ایک پروگرام کا انعقاد کیا۔ جس میں غیر از جماعت احباب کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی۔

چنانچہ اس پروگرام میں نہ صرف احباب جماعت بلکہ غیر از جماعت خواتین وحضرات نے بھی بطور مہمانان شرکت کی۔

اس موقع پر تمام مہمانان کی خدمت میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ''A Gift for the Queen'' تحفتاً پیش کی گئی۔

پروگرام کو دلچسپ اور Interactive بنانے کے لئے باہمی دلچسپی کی دیگر سرگرمیوں کا بھی انعقاد کرایا گیا جس میں باسکٹ بال شوٹ آوٹ کے مقابلے نمایاں تھے۔ جس میں غیر از جماعت احباب نے بھی خوش دلی سے حصّہ لیا۔ دورانِ پروگرام مہمانوں کیلئے ریفریشمنٹ کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔

آخر میں تمام مہمانانِ گرامی اور احباب جماعت کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہم سب کو خلافت احمدیہ کے ساتھ ہمیشہ وفا اور خلوص کے ساتھ وابستہ رکھے اور ہماری تمام ترمساعی میں بے انتہا برکت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

کعبہ پر پہلی نظر

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

میں نے جب حج کیا تو حج کے موقع پر بعض احادیث اور بزرگوں کے اقوال سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جب پہلی دفعہ خانہ کعبہ نظر آئے تو اس وقت انسان جو دعا کرے وہ قبول ہو جاتی ہے۔ میں جب حج کے لئے روانہ ہوا تو حضرت خلیفہ اولؓ نے مجھے یہ بات بتائی اور فرمایا اس کا خیال رکھنا۔ جب میں وہاں پہنچا اور میں نے خانہ کعبہ کو دیکھا تو میں نے یہی دعا کی کہ **الٰہی! میری دعا تو یہ ہے کہ مجھے تو مل جائے اور جب بھی میں تجھ سے دعا کروں تو تو اسے قبول فرمالیا کر۔** مجھے جہاں تک خیال پڑتا ہے حضرت خلیفہ اولؓ نے بھی ایسی ہی دعا کی تھی۔ تو اہم موقعوں کو معمولی دعاؤں میں ضائع نہیں کرنا چاہئے بلکہ ہمیشہ اعلیٰ سے اعلیٰ مقاصد اپنے دل میں رکھ کر دعائیں کرنی چاہئیں تا کہ خدا تعالیٰ کے خاص فضل ہم پر نازل ہوں۔ اور نہ صرف ہم پر بلکہ ہماری اولادوں پر بھی نازل ہوں۔

(خطبات محمود جلد 15 صفحہ 533)

فقہی کارنر

اضطرار میں پردہ کی رعایت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

اگر کسی موقعہ پر انتہائی مجبوری کی وجہ سے مردار یا سؤر کا گوشت استعمال کر لیا جائے تو جن زہریلے اثرات کی وجہ سے شریعت نے ان چیزوں کو حرام قرار دیا ہے وہ بہر حال ایک مومن کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ ان نتائج کا تدارک اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ انسان غفور اور رحیم خدا کا دامن مضبوطی سے پکڑ لے اور اُسے کہے کہ اے خدا! مَیں نے تو تیری اجازت سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اپنی جان بچانے کے لئے اس زہریلے کھانے کو کھا لیا ہے لیکن اب تو ہی اپنا فضل فرما اور اُن مہلک اثرات سے میری رُوح اور جسم کو بچا جو اُس کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اسی حکمت کے باعث آخر میں اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ کہا گیا ہے تا کہ انسان مطمئن نہ ہو جائے بلکہ بعد میں بھی وہ اُس کی تلافی کی کوشش کرتا رہے اور خدا تعالیٰ سے اُس کی حفاظت طلب کرتا رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غالباً شریعت کی اسی رخصت کو دیکھتے ہوئے ایک دفعہ فرمایا کہ اگر کسی حاملہ عورت کی حالت ایسی ہو جائے کہ مرد ڈاکٹر کی مدد کے بغیر اُس کا بچہ پیدا نہ ہوسکتا ہو اور وہ ڈاکٹر کی مدد نہ لے اور اُسی حال میں مر جائے تو اُس عورت کی موت خودکشی سمجھی جائے گی۔ اسی طرح اگر انسان کی ایسی حالت ہو جائے کہ وہ بھوک کے مارے مرنے لگے اور وہ سؤر یا مردار کا گوشت کسی قدر کھا لے تو اُس پر کوئی گناہ نہیں۔

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 345-346)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

اعلان تبدیلی نام

• مکرم سید مدثر رضا صاحب ولد سید خالد محمود ورجینیا یو ایس اے سے تحریر کرتے ہیں کہ میں نے اپنا نام مدثر خالد سے بدل کر سید مدثر رضا رکھ لیا ہے۔ آئندہ مجھے اس نئے نام سے لکھا اور پکارا جائے۔

اعلان ولادت

• مکرم سید مدثر رضا صاحب آف ورجینیا یو ایس اے تحریر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے خاکسار اور زوجہ محترمہ سارہ کو مؤرخہ 12/ جون 2022ء کو تیسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود کا نام سید فیضان عبداللہ ہے اور زچہ اور بچہ محض اللہ کے کرم سے خیریت سے ہیں۔

احبابِ جماعت سے عزیزم فیضان عبداللہ کے لیے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ نومولود کو اسم بامسمیٰ، نیک قسمت، اسلام اور احمدیت کے لیے مفید وجود، خلافت کا سچا اطاعت گزار اور ملک و قوم کے لئے بابرکت وجود بنائے۔

ایک سبق آموز بات

مومن اور مسلمان میں فرق

مسلمان وہ ہے جو اللہ کو مانتا ہے اور مومن وہ ہوتا ہے جو اللہ کی مانتا ہے۔

کاشف احمد

طلوع وغروب آفتاب

12/ جولائی 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:19	19:06
مدینہ منورہ	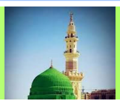	04:11	19:14
قادیان		03:54	19:36
ربوہ		03:34	19:16
اسلام آباد ٹلفورڈ		03:32	21:15